مقیاسِ جنّت

بجواب

بابِ جنّت

مصنّف
جاوید اسلم رضوی
گورنمنٹ کالج۔ جھنگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد اللہ کہ رسالہ رشد ھدایت کا قبلہ مسمی بہ

مقیاس جنت

المعروف

مسلک الجمہور فی مسائل مذکور

تصنیف لطیف : جاوید اسلم رضوی متعلم حال بی۔ اے گورنمنٹ کالج جھنگ جس میں بڑی محنت کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ نہ تو راہ سنت جاء الحق کا جواب ہے اور نہ ہی باب جنت راہ جنت کا جواب ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ علمائے دیو بند کا مسلک سلف صالحین کے خلاف ہے۔ فریق مخالف کے مایہ ناز عالم مولوی سرفراز کی دلیلوں کا مقام بتایا گیا ہے کہ ان کے دلائل کی وقعت، کیا ہے جنہیں پڑھ کر مخالفین کی اکڑی ہوئی گردنیں جھک جائیں گی اور اہل سنت کے سینے فخر سے پھولیں گے۔ انشاء اللہ

انتساب

میں اپنی اس کتاب کو رضوی کچھار کے اس شیر کے نام سے منسوب کرتا ہوں جو گجرات میں بیٹھا ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت کر رہا ہے۔

جس کی دہاڑ سے دشمنوں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے۔ جن کا نام نامی اسم گرامی شیخ القرآن حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب مدظلہ عالی ہے۔ جن کا قلم دشمنان دین کے سروں پر تیغ برہنہ کی طرح لٹک رہا ہے۔ جن کی روحانی مدد سے یہ کتاب لکھی ہے۔ خداوند کریم اپنے لاڈلے حبیب محمد مصطفے ﷺ کے صدقے میں آپ کی عمر دراز کرے اور آپ کے خاندان کا سایہ تمام اہل سنت والجماعت پر تاقیامت رکھے آمین

وجہ تالیف

تمام تعریفیں اس ذات باری تعالٰی کے لیے جو خالق کائنات ہے درود نا محدود اس محبوب رب وددو پر جو وجہ تخلیق کائنات ہے جس کا نام نامی اسم گرامی زمین پر محمد اور عرش پر احمد ہے ﷺ۔ بعد حمد وصلاۃ اور کرڑوں رحمتیں ہوں علماء امت پر جنہوں نے قرآن پاک اور حدیث کا صحیح مطلب سمجھایا کے جاننا چاہیے کہ فی زمانہ امت محمدیہ بہت سے تفرقوں میں بٹ چکی ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ ہو چکا ہے اور مسلمان سیاسی طور پر بہت کمزور ہو چکے ہیں جنہیں دیکھ کر علامہ اقبالؒ بھی پکار اٹھتے ہیں کہ

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

ان فرقہ بندیوں کو تبھی ختم کیا جا سکتا ہے کہ تمام لوگ سلف صالحین کے مسلک کو اپنا لیں۔ لیکن فی زمانہ کچھ لوگ ایسے پیدا ہو چکے ہیں جنہوں نے خود ساختہ معیار شرک وبدعت قائم کیا ہے اور ہر جگہ شرک وبدعت کی تمہ کرتے رہتے ہیں جو خود کو اہل سنت کہلاتے ہیں لیکن محمد بن عبدالوہاب نجدی اور ابن تیمیہ کے مسلک کو اپنائے ہوئے ہیں اور اس کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو ورغلانے کے لیے اپنے آپ کو سلفی المشرب کہتے ہیں شیخ محمد ابو زہرہ پروفیسر لاء کالج جامعۃ القاہرہ مصر اپنی کتاب المذاہب الاسلامیہ میں لکھتے ہیں کہ پہلے یہ لوگ چوتھی صدی ہجری میں حنشہ شہود پر جلوہ گر ہوئے اس کے بعد ساتویں صدی میں ان کو ابن تیمیہ نے حیات نو بخشی۔ پھر بارہویں صدی میں ان کا احیاء محمد بن عبدالوہاب کے ہاتھوں انجام پایا۔ یہ اپنے عقائد وافکار کو امام احمد بن حنبلؒ کی جانب منسوب کرتے ہیں لیکن بعض حنابلہ ان عقائد کی نسبت امام احمدؒ کی طرف درست نہیں سمجھتے تھے اور ان سے جدل آزما رہے تھے اشاعرہ اور ان لوگوں (وہابی پارٹی) کے درمیان اکثر جدل ومعرکہ آرائی کا بازار گرم رہتا تھا۔ یہ محمد بن عبدالوہاب کے پیرو اپنے آپ کو سلفی المشرب کہتے تھے لیکن ہم بتاتے ہیں کہ یہ نام نہاد سلفی کیا عقائد رکھتے تھے اور ان کے نام اور

احیاء عنلر بھم برزقون کی قدوسی صف میں شریک ہوئے تھے اس جماعت کے بعض افراد حدود سے تجاوز کرنے لگے سڑے ہوئے گوشت کے ساتھ لذیذ گوشت پر بھی عمل جراحی کرنے لگے اور بدعت کے ساتھ ایسی بے شمار چیزوں کو وہ بدعت ٹھہرانے لگے جن کے بدعت ہونے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ سوانح قاسمی ص 20 تا 21 تلخیصا" ایسے علماء احناف نے اپنے وقت میں کافی تردید کر دی تھی لیکن جیسا کہ بحوالہ علامہ ازہری مصری کے حوالہ سے گزرا یہ لوگ صرف اپنے افکار کو ہی صحیح سمجھتے ہیں دوسروں کو بالکل غلط۔ اس لئے یہ لوگ ضد پر قائم رہے۔ علماء اہل سنت و الجماعت کے ایک فاضل جلیل حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب بدایونی ثم گجراتی نے بیں پچیس سال پہلے مسائل مختلف فیہ کو ناصحانہ انداز میں سمجھانے کی کوشش کی اور ایک کتاب مسمی بہ جاء الحق لکھی۔ جسے پڑھ کر ایک ادنی سی سمجھ والا انسان بھی حق کی راہ سمجھ سکتا ہے۔ عرصہ دراز کے بعد وہابی حضرات نے یہ سوچا کہ اگر جاء الحق چھپتی رہی تو کہیں ہمارا مذہب ختم ہی نہ ہو جائے اور انہوں نے اس پر بے جا تنقید شروع کر دی جن میں مولوی سرفراز گکھڑوی اول اول ہیں۔ انہوں نے پرانے دلائل کو جن کا رد علماء اہل سنت نے بارہا کر دیا تھا ایک کتاب راہ سنت میں پیش کیا۔ حالانکہ اس کا رد خود جاء الحق میں موجود ہے جیسا کہ مخفی نہیں اس کتاب میں انہوں نے خارجیوں کی ہمنوائی کرتے ہوئے قبہ وغیرہ کو ڈھانے کا حکم دیا۔ جس کا ایک تنقیدی جواب صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد صاحب گجراتی نے "راہ جنت" کے ذریعہ دیا۔ مولوی صاحب نے اس کا رد باب جنت میں لکھا۔ لیکن اس میں کوئی نئی بات نہ لکھی بلکہ فقہا احناف کو وہمی بتانا شروع کر دیا دیکھئے باب جنت ص 114 میں نے سوچا کہ اگر اس کا رد نہ لکھا گیا تو ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ غلط راستے پر چلے جائیں اس لئے آپ کی خدمت میں کتاب ھذا پیش کر رہا ہوں۔ یہ کتاب باب جنت کے رد میں ہے لیکن چونکہ باب جنت راہ جنت کے رد میں ہے اور راہ جنت راہ سنت کے رد میں ہے اسے لئے کتاب ھذا میں راہ سنت کا رد بھی موجود ہے۔ اور بعض مسائل میں Ireetly (l) اس کا رد کیا گیا ہے۔ لیکن یہ کتاب میری ذاتی کاوشوں کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ یہ سب کچھ جاء الحق اور دیگر تصانیف اہل سنت میں موجود ہے۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے بہت ہی قیمتی موتی وغیرہ جگہ جگہ بکھرے ہوں اور کوئی انہیں یکجا کر کے ہار کی شکل میں مارکیٹ میں لائے۔ اسی طرح

حقیقت میں کس نوع کا تعلق ہے اس کے بعد علامہ موصوف جدید فرقوں کی فہرست کے تحت افکار وہابیہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے مقبروں کو مسمار کر دیا اور جب دیار عرب میں بر سر اقتدار آئے تو صحابہ کے مقبرے گرا کر ان کو زمین کے برابر کر دیا اور صرف اشارلت کو باقی رہنے دیا اس کے بعد لکھتے ہیں کہ ان وہابیوں نے بدعت کے مفہوم میں حیرت انگیز وسعت پیدا کر دی- روضہ نبوی کے غلاف لٹکانے کو بدعت قرار دیتے تھے اور بعض لوگوں نے سیدنا محمد ﷺ کے الفاظ کو بدعت قرار دے دیا اس کے علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ یہ لوگ ان امور کو بھی بدعت قرار دیتے تھے جن کا عبادات سے کوئی علاقہ نہ تھا- اس فرقہ کے علماءؒ اپنے آراء وافکار بر صحت و صواب وورز خطاتصور کرتے ہیں اور دوسروں کے افکار ان کی نگاہ میں مجموعہ اغلاط اور ناقابل صحت ہیں- اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ قبہ سازی صنم پرستی ہے ان کے یہ نظریات افکار خوارج سے ہم آہنگ ہیں- تلخیصاً" 256 290 294 ہندوستانی مسلمانوں کی بدقسمتی کہ یہاں ایک شخص محمد اسماعیل نامی پیدا ہوا جس نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید کے مضامین کو اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں سمویا- اس طرح ہندوستانی مسلمان جنگ وجدل میں مصروف ہو گئے جس طرح عربی وہابی اپنے افکار کو امام احمد بن حنبلؒ کی طرف منسوب کرتے تھے لیکن حنبلی المذہب لوگ ان کے افکار کی صاف طور پر تردید کر دیتے ہیں اسی طرح جب ہندوستانی وہابیوں نے دیکھا کہ یہاں لوگ کثرت سے حنفی المشرب میں تو حنفی لبادہ اوڑھ کر وہابی مذہب کی تبلیغ شروع کر دی لیکن علماء احناف نے ان کی پرزور تردید کر دی- ان لوگوں نے دیوبند میں مدرسہ کھولا اور خود کو دیوبندی کہلانے لگے لیکن محمد بن عبدالوہاب وابن تیمیہ وغیرہ کو اپنا آقا ومولا سمجھتے ہیں کسی صورت میں ان کی شان میں کوئی لفظ گستاخی نہیں سن سکتے ہیں اور انہیں کے افکار کو اپنایا- چنانچہ قبوں وغیرہ کو ڈھانے کا مسلک اختیار کیا اور ان کی طرح بدعت کے مفہوم میں انہوں نے بہت وسعت کر دی لیکن بقول علامہ موصوف یہ عقائد خوارج سے ہم آہنگ ہیں- خود اس بات کو مولوی قاسم نانوتوی بانی دارلعلوم دیوبند نے مانا ہے کہ بعض ممالک میں یہ سوال اٹھ کھڑا ہوا تھا کہ مسلک اسلاف پر تنقید کی جائے خصوصاً" عرب میں نجد کے علاقے میں محمد بن عبدالوہاب نجدی اس تحریک کے علمبردار تھے یہی پیچ در پیچ تاثیری اسباب تھے کہ سید شہید جس جماعت کہ چھوڑ کر

مذکورہ حوالہ جات مختلف تصانیف میں تھے میں نے انھیں یکجا کر کے کتابی صورت دے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (آمین)

احقرالناس جاوید اسلم رضوی متعلم بی۔ اے گورنمنٹ کالج جھنگ

باب نمبر1

بحث قبور اولیاء پر عمارات و گنبد بنانا

قارئین کرام اس سے پہلے کہ اس بحث کو شروع کیا جائے چند باتوں کا خیال رکھنا ازحد ضروری ہے۔ اگر ان باتوں کو پیش نظر رکھا گیا تو انشاء اللہ اس مسئلہ کو سمجھنے میں کوئی بھی وقت پیش نہیں آئے گی مگر انصاف شرط ہے ایک متعصب شخص سے میرا خطاب نہیں ہے

پہلی بات:۔ بلا فائدہ عمارت یا قبہ بنانے کو علماء اہل سنت طبقہ بریلوی بھی منع فرماتے ہیں البتہ اگر زائرین کے آرام کے لئے یا دوسری ضرورتوں کے لئے عمارت و قبہ بنایا جائے تو جائز ہے اور یہی بات علماء امت کے اقوال سے ثابت ہے دلائل موقعہ پر آئیں گے۔ (انشاء اللہ)

دوسری بات:۔ قبر کے آس پاس یا قبر کے قریب کوئی عمارت عام مسلمانوں کی قبروں پر منع ہے اور علماء فضلاء کی قبروں پر جائز جیسا کہ ابھی ائمہ کرام کی تصریحات سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچے گی۔ (انشاء اللہ)

اب پہلے مولوی سرفراز گکھڑوی کے اعتراضات پیش کئے جائیں گے اس کے بعد ان کا جواب "جاء الحق" سے دیا جائے گا۔ پھر سرفراز کے جواب کی خامیاں بتائی جائیں گی اس کے بعد صرف اتمام حجت کے لئے اس مسئلہ کے متعلق کچھ اور لکھا جائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

اعتراض نمبر1:۔ مولوی سرفراز صاحب باب جنت ص 24 اور راہ سنت ص 171 پر حضرت جابرؓ سے روایت لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ بنانے اور اس پر عمارت بنانے اور اس پر بیٹھنے سے منع کیا ہے۔ اس کے بعد روح المعانی اور ابن حجر مکیؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ قبروں پر جو قبے بنائے گئے ہیں ان کو ڈھا دینا واجب ہے۔ (محصلہ)

الجواب:۔ میں کہتا ہوں اس نجدی زادہ کو ایک بہت بڑی غلط فہمی لگی ہوئی ہے کہ میں جو ان باتوں کو پیش کر رہا ہوں یہ مری کوئی نرالی تحقیق ہے۔ یا ان کا جوب

علماء اہل سنت نے نہیں دیا ہے۔ اور یہ غلط فہمی اپنی انتہا تک پہنچی ہوئی ہے۔ یا انہیں اس بات کا یقین ہو گیا ہے کہ میری کتابیں صرف میری جاہل امت ہی پڑھتی ہے۔ آخر کوئی نہ کوئی بات تو ہے ہی جبھی تو راہ سنت کے آخر میں دس (10,000) ہزار روپیہ انعام لکھ کر فھل من مبارز پکارتے ہیں کہ مبلغ دس (10,000) ہزار روپیہ انعام ہر اس شخص کے لئے جو صحیح دلائل سے یہ ثابت کر دے جس کا فیصلہ عدالت عالیہ کے جج صاحبان کریں گے کہ اس کتاب میں جو مسائل درج ہیں وہ اسلام کے خلاف ہیں یا اھل سنت والجماعت کے مسلک کے منافی ہیں (الخ)

قارئین کرام نہ تو میں (10,000) روپے کا لالچ رکھتا ہوں۔ ہاں البتہ خدا اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کا لالچ ہے شاید یہ کتاب ہی میرے لئے کفارہ سیئات بن جائے اس لئے محنت کی ہے۔ فیصلہ کرنے کے لئے عدالت عالیہ کے جج صاحبان کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ میں اس کتاب کو عوام کی عدالت میں پیش کرتا ہوں۔ اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم تعصب سے بچائے اور صحیح فہم عطا فرمائے۔ البتہ جس کے دل پر خدا مہر لگا دے آنکھوں اور کانوں پر خدا پردہ ڈال دے وہاں مجھ جیسا فقیر بے نوا کیا کر سکتا ہے۔

مفتی احمد یار خان صاحب مدظلہ جاء الحق میں اس حدیث کی تشریح میں رقم طراز ہیں

قبر کو پختہ کرنے سے منع ہونے کی تین صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ قبر کا اندرونی حصہ جو کہ میت کی طرف ہے اس کو پختہ کیا جائے اس لئے حدیث میں فرمایا گیا ان یجصص القبور۔ یہ نہ فرمایا گیا علی القبور دوسرے یہ کہ عامۃ المسلمین کی قبریں پختہ کی جاویں کیونکہ یہ بے فائدہ ہے تو معنی یہ ہوئے کہ ہر قبر کو پختہ کرنے (بنانے) سے منع فرمایا۔ تیسرے یہ کہ قبر کو سجاوٹ تکلف یا فخر کے لئے پختہ کیا یہ تینوں صورتیں منع ہیں۔ اور اگر نشان باقی رکھنے کے لئے کسی ولی اللہ کی قبر پختہ کی جاوے تو جائز ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عثمان ابن مظعون کی قبر پختہ پتھر کی بنائی جیسا کہ باب اول میں گزرا لمعات میں اسی ان یجصص القبور کے ماتحت ہے۔ لمافیہ من الزینۃ والتکلف۔ کیونکہ اس میں صرف سجاوٹ اور زینت ہے۔ جس سے معلوم ہوا اگر اس لئے نہ ہو تو جائز ہے

ص 1:- بخاری شریف میں ہے کہ ہم میں بڑا کودنے والا وہ تھا جو کہ عثمان ابن مظعون کی قبر کو پھلانگ جاتا اور مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے عثمان ابن مظعون کو دفن فرمایا تو ان کے سرہانے ایک پتھر نصب فرمایا "کہ اعلم بھا قبر اخی و ادفن الیہ من مات من اھلی"۔ ہم اس سے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگائیں گے اور اسی جگہ اپنے اہل بیت کے مردوں کو دفن کریں گے۔ مشکوٰۃ کی روایت سے معلوم ہوا کہ قبر کے سرہانے پتھر تھا اور بخاری کی روایت سے معلوم ہوا کہ خود قبر عثمان کا تعویز پختہ تھا۔ دونوں روایات اس طرح جمع ہو سکتی ہیں کہ مشکوٰۃ میں جو آیا کہ قبر کے سرہانے پتھر لگایا اس کے معنی یہ نہیں کہ قبر سے علیحدہ سر کے قریب کھڑا کر دیا بلکہ یہ ہے کہ خود قبر میں ہی سر کی طرف لگا دیا یا مطلب یہ کہ قبر ساری اس پتھر کی تھی مگر سرہانے کا ذکر کیا ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ اگر کسی خاص قبر کا نشان قائم رکھنے کے لئے قبر کچھ اونچی کر دی جائے یا پتھر وغیرہ سے پختہ کر دی جائے تو جائز ہے تاکہ معلوم ہو یہ کسی بزرگ کی قبر ہے۔ جاء الحق ص 283 " ان یبنی علیہ یعنی قبر پر عمارت بنانا منع فرمایا۔ اس کے بھی چند معنی ہیں اولاً" تو یہ کہ خود قبر پر عمارت بنائی جاوے کہ قبر دیوار میں شامل ہو جاوے چنانچہ شامی باب الدفن میں ہے (صرف ترجمہ نقل کیا گیا ہے)

قبر کو ایک ہاتھ سے زیادہ اونچا کرنا منع ہے کیونکہ مسلم میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے قبر کو پختہ کرنے اور اس پر کچھ بنانے سے منع فرمایا۔ درمختار اسی باب میں ہے وتکرہ الزیادۃ علیہ من التراب لانہ بمنزلتا البناء۔ قبر پر مٹی زیادہ کرنا منع ہے کیونکہ یہ عمارت بنانے کے درجہ میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ قبر پر بنانا یہ ہے کہ قبر دیوار میں آجاوے اور گنبد بنانا یہ حول القبر ہے یعنی قبر کے ارد گرد بنانا ہے یہ ممنوع نہیں ہے تیسرے یہ کہ اس بنانے کی تفسیر دوسری حدیث نے کر دی جو باب المساجد مشکوٰۃ شریف میں ہے (صرف ترجمہ پر اکتفا ہے)

اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی پوجا کی جاوے اس قوم پر خدا کا سخت غضب ہے جس نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔ (یہ حکم عام مسلمانوں کے لیے ہے خواص کی قبریں ایک بالشت سے بھی اونچی ہو سکتی ہیں۔ رضوی) اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی قبر کو مسجد بنانا اس پر عمارت بنا کر اس کی طرف نماز پڑھنا حرام ہے

یہ ہی اس حدیث سے مراد ہے قبروں پر کیا نہ بناؤ مسجد- قبر پر مسجد بنانے کے یہ معنی ہیں کہ اس کی عبادت کی جاوے یا کم از کم اس کو قبلہ بنا کر اس کی طرف سجدہ کیا جائے علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں (صرف ترجمہ نقل ہے)

بیضاوی نے فرمایا کہ جب کہ یہود ونصاریٰ پیغمبروں کی قبروں کو تعظیماً" سجدہ کرتے تھے اور اس کو قبلہ بنا کر اس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور ان قبور کو بت بنا رکھا تھا لہٰذا حضور علیہ السلام نے لعنت فرمائی اور مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا- یہ حدیث معترض کی پیش کردہ حدیث کی تفسیر ہو گئی معلوم ہو گیا کہ قبہ بنانے سے منع نہیں فرمایا بلکہ قبر کو سجدہ گاہ بنانے سے منع فرمایا- چوتھے یہ کہ یہ ممانعت شرعی نہیں ہے بلکہ زھد وتقویٰ کی تعلیم ہے جیسے کہ ہم پہلے باب میں عرض کر چکے ہیں کہ رہنے کے مکانات کو پختہ کرنے سے بھی روکا گیا بلکہ گرا دیے گئے پانچویں یہ کہ جب بنانے والے کا یہ اعتقاد ہو کہ اس عمارت سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے تو منع ہے یہ غلط خیال ہے اگر زائرین کی آسائش کے لیے عمارت بنائی جاوے تو جائز ہے- ہم نے یہ نو جیہیں اس لیے لکھیں ہیں کہ بہت سے صحابہ کرام نے خاص خاص قبروں پر عمارات بنائی ہیں- یہ فعل سنت صحابہ ہے چنانچہ حضرت فاروقؓ نے حضور علیہ السلام کی قبر انور کے گرد عمارت بنائی حسن مثنیٰ کی بیوی نے اپنے شوہر کی قبر پر قبہ ڈالا جس کو بحوالہ مشکوۃ باب البکاء ہے نقل کر چکے ہیں- اس فعل کے ماتحت ملا علی قاریؒ مرقات شرح مشکوۃ باب البکاء میں فرماتے ہیں (اور مولوی سرفراز کے نزدیک ملا علی قاریؒ مستند ہیں) رضوی صرف ترجمہ پر اکتفا ہے) ظاہر ہے یہ قبہ دوستوں اور صحابہ کے جمع ہونے کے لیے تھا تاکہ ذکر اللہ وتلاوت قرآن کریں اور دعائے مغفرت کریں لیکن ان بی بی کے اس کام کو محض بے فائدہ بنانا مکروہ ہے اور اہل بیت کی شان کے خلاف ہے صاف معلوم ہوا کہ بلا فائدہ عمارت بنانا منع اور زائرین کے آرام کے لیے جائز ہے نیز حضرت عمرؓ نے زینب بن جحشؓ کی قبر پر بنایا اور حضرت عائشہؓ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی قبر پر قبہ بنایا- حضرت محمدؒ بن حنفیہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبر پر بنایا منتقٰے شرح موطا امام مالک میں ہے (صرف ترجمہ نقل ہے) (حضرت امام حسن ابن حسن ابن علی کا انتقال ہو گیا تو ضربت امرتہ القبہ علی قبرہ سنۃ۔ ان کی بیوی

نے ان کی قبر پر ایک سال تک قبہ ڈالے رکھا۔ بخاری کتاب الجنائز و مشکوۃ باب البکاء حضرت عمرؓ نے زینت بنت جحش کی قبر پر قبہ بنایا حضرت عائشہؓ نے اپنے بھائی عبدالرحمن کی قبر پر قبہ بنایا۔ محمد ابن حنفیہ (ابن حضرت علی) نے حضرت عباس کی قبر پر قبہ بنایا رضی اللہ تعالیٰ عنھم اور جس نے قبہ بنانا مکروہ کہا تو اس لیے کہا جو اس کو فخر وریا کے لیے بنائے۔

بدائع ضائع جلد اول ص 320 میں ہے (صرف ترجمہ نقل ہے) جب کہ طائف میں ابن عباسؓ کا انتقال ہوا تو ان پر محمد بن حنفیہ نے نماز پڑھی اور ان کی قبر ڈھلوان بنائی اور قبر پر قبہ بنایا۔ عینی شرح بخاری میں ہے ضربه محمد ابن الحنفیه علے قبر ابن عباس ان صحابہ کرام نے یہ فعل کیے اور ساری امت روضہ رسول علیہ السلام پر جاتی رہی۔ کسی محدث کسی فقیہ کسی عالم نے اس روضہ پر اعتراض نہیں کیا لہٰذا اس حدیث کی وہ ہی توجیہیں کی جائیں گی جو ہم نے کیں۔

قبر پر بیٹھنے کے معنی ہیں قبر پر چڑھ کر بیٹھنا یہ منع ہے نہ کہ مجاور بننا مجاور بننا تو جائز ہے۔ مجاور اسی کو کہتے ہیں۔ جو قبر کا انتظام رکھے۔ کھولنے بند کرنے کی چابی اپنے پاس رکھے۔ وغیرہ۔ یہ صحابہ کرام سے ثابت ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ مسلمانوں کی والدہ حضور علیہ السلام کی قبر انور کی منتظمہ اور چابی والی تھیں جب صحابہ کرام کو زیارت کرنی ہوتی تو ان ہی سے کھلوا کر زیارت کرتے دیکھو مشکوۃ باب الدفن۔ آج تک روضہ مصطفےٰ علیہ الصلوۃ والسلام پر مجاور رہتے ہیں کسی نے ان کو ناجائز نہ کہا۔ ازجاء الحق ص 290 تا ص 293

مندرجہ بالا تحریر پر اعتراضات وجوابات

اعتراض:- قارئین کرام آپ دیکھ چکے ہیں کہ مفتی صاحب مدظلہ عالی کی یہ توجیہ جو کہ پیش کی گئی ہے کتنی مدلل اور شستہ ہے۔ اس لیے ایک شستہ مزاج کے لیے اتنا بہت کافی ہے۔ لیکن جس کے دل ودماغ کو بیماری لگی ہو تو اس کے لیے دلائل کا انبار بھی ناکافی ہے۔ اور کچھ یہی بات ہمارے خان صاحب گکھڑوی کے ساتھ ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ اپنی عاقبت کا فکر کرتے ہوئے مفتی صاحب مدظلہ کی بات مان لیتے اور حق

کی راہ چلتے لیکن خان صاحب گکھڑوی نے تو دنیا کو عاقبت پر ترجیح دی ہوئی ہے۔ جبھی تو انہوں نے بے تکی ہانکنے کا ٹھیکہ اٹھا رکھا ہے۔ آیئے قارئین دیکھیں مولوی صاحب کیا فرماتے ہیں؟ مولوی سرفراز راہ سنت ص 175 پر یوں رقم طراز ہیں ملاحظہ ہو۔ " مفتی احمد یار خان صاحب وغیرہ کا یہ ارشاد کہ حضرت عمرؓ حضرت عائشہؓ اور حضرت محمد بن حنیفہ سے قبروں پر خیمے لگانے کا ثبوت ہے اور اس پر روایتیں نقل کی ہیں تو اولا" اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بے اصل اور بے سند روایتیں ہیں ہرگز قابل قبول نہیں وثانیا" اگر یہ سندا" صحیح بھی ہوں تب بھی نبی کریم ﷺ کی صحیح اور صریح حدیث کے مقابل کوئی پوزیشن ہی نہیں ہے۔

الجواب :- میں تمام قارئین خواہ وہ مخالفین حضرات ہوں یا موافقین سے خدا اور اسکے رسول علیہ السلام کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ وہ مجھے یہ بتائیں کہ مدلل حوالہ جات کے جواب میں بلا دلیل کہہ دینا کہ یہ حوالہ جات بے اصل اور بے سند ہیں۔ کیا جواب ہو گا کیا مولوی سرفراز صاحب کو اپنے اس دعویٰ کی دلیل کہیں سے ملی ہے؟ اگر ملی ہے تو لکھی کیوں نہیں؟ صاف مطلب ہے کہ ان روایات کو کسی نے بھی بے اصل و بے سند نہیں کہا۔ کیا تو مولوی سرفراز نے اور وہ بھی بلا دلیل۔ کیا اسی برتے پر مولوی سرفراز صاحب مفتی صاحب مدظلہ کے منہ آتے ہیں؟ کیا اسی تحقیق پر محقق بنے بیٹھے ہیں؟ کیا اسی تحقیق پر ھل من مبازر پکارتے ہیں اور صد افسوس ہے ان عقل کے ماروں پر جو ایسی بے سروپا بات پر آنکھیں بند کر کے امنا وصدقنا کہہ دیتے ہیں۔ خود مولوی سرفراز دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیں کہ میری عبارت مفتی صاحب کی تحریر کا جواب ہے؟ کیا اسی کو تحقیق کہتے ہیں؟ کیا جواب میں واہی تباہی بکنے کو جواب کہہ دیتے ہیں؟ لیکن مولوی صاحب کو اس سے کیا کام کہ میری بات بلا دلیل ہے کہ نہیں۔ آخر اپنی جماعت میں شیخ الحدیث بھی تو کہلاتا ہے۔ اپنی جماعت میں ناک اونچی کر کے بھی تو چلنا ہے۔ اگر مولوی صاحب کے پاس اپنے دعویٰ کی دلیل ہے تو پیش کریں ورنہ خدا ہی بہترین منتقم ہے۔ اور مولوی سرفراز کا یہ کہنا کہ " اگر یہ سندا" صحیح بھی ہوں تب بھی نبی کریم ﷺ کی صحیح اور صریح حدیث کے مقابلہ میں ان کی کوئی پوزیشن ہی نہیں ہے بھی بالکل غلط اور انتہائی لغویات ہے۔ یہ تو ہٹ اور ضد اور والی بات ہوئی کہ کوئی بات ماننی ہی نہیں چاہے سندا" صحیح بھی ہو۔ مولوی سرفراز کی اس بات پر ایک

خوب لطیفہ یاد آیا وہ یہ ہے۔

لطیفہ :- ایک دفعہ ایک لڑکا بھاگا بھاگا گھر آیا اور پکارنے لگا کہ امی امی میں نے اپنے ایک دوست سے شرط لگائی ہے کہ خرگوش کی تین ٹانگیں ہوتی ہیں۔ والدہ نے کہا کہ بیٹا تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ بھلا خرگوش کی بھی کبھی تین ٹانگیں ہوئی ہیں تو شرط ہار جائے گا۔ بیٹا تنک کر بولا واہ امی میں کیسے شرط ہار جاؤنگا جب کہ میں نے کسی صورت یہ ماننا ہی نہیں کہ خرگوش کی چار ٹانگیں ہوتی ہیں۔

اور یہی اس لڑکے والی بات مولوی سرفراز نے پکڑ رکھی ہے کہ ماننا ہی نہیں چاہے سندا" صحیح ہی کیوں نہ ہو اور وجہ یہ لکھی کہ نبی ﷺ کی حدیث کے مقابلہ میں ان کی کوئی پوزیشن ہی نہیں ہے۔ میں اس نجدی زادہ سے پوچھتا ہوں۔ کہ کیا تو حدیث کو اپنی عقل ناقص سے سمجھنا چاہتا ہے کہ علماء امت کی تشریح کی مدد سے۔ اگر اپنی عقل سے یہ حدیث سمجھنا چاہتا ہے تو انہیں ان کی لولی لنگڑی عقل مبارک۔ اگر علماء امت سے یہ مسئلہ سمجھنا چاہتا ہے تو لازما" مفتی صاحب مدظلہ کی بات ماننا پڑے گی۔ تمہیں اپنی عقل اور ہمیں ائمہ سلف منظور۔ جہاں وہ جائیں گے وہی جگہ ہمیں بھی منظور۔ میں پوچھتا ہوں کیا ملا علی قاری کا دماغ خراب تھا جو انہوں نے اس حدیث کے ہوتے ہوئے بھی اس فعل کو ناجائز نہ کہا۔ صاحب منتقٰے وصاحب ہدایہ کی عقل ماری گئی تھی جو انہوں نے عمارات وقبہ بنانے کے ثبوت میں لکھا کیا حدیث ان کے پیش نظر نہیں تھی لیکن وہ تو آپ کے نزدیک وہمی تھے معاذ اللہ آپ ہی نے تو راہ سنت ص 224 پر لکھا ہے " یہ ملا علی القاری کا وہم ہے"۔ یہ کیا بات ہوئی جہاں دیکھا کہ یہ قول خلاف نجدی مذہب ہے وہاں ائمہ کرام کو وہمی بتانا شروع کر دیا اور جہاں بظاہر مطابقت کی دلیل ملی جلدی سے زینت کتاب بنا دی آخر یہ کیا بات ہے کہ میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تھو۔ قارئین کرام کے دل میں شاید یہ بات آجائے کہ آخر قبے بنانے سے منع کرنے کی عبارات مولوی سرفراز نے بھی تو لکھی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں بھی عمارت وقبہ بنانے کو روکا گیا وہاں حکم عامۃ المسلمین کی قبور کے متعلق ہے یا بے فائدہ عمارت بنانے کو منع کیا گیا جیسا کہ ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکوۃ میں فرمایا۔

اما حمل۔ فعلها على العبث المكروه۔ الخ

ترجمہ:- لیکن ان بی بی کے اس کام کو محض بے فائدہ بتانا مکروہ ہے اسے پہلے ملا علی قاری حسن مثنیٰ کی بیوی کے اس فعل کے تحت کہ انہوں نے اپنے شوہر کی قبر پر قبہ ڈالا فرماتے ہیں۔

الظاہر انہ لاجتماع الاحباب للذکر والقراءۃ وحضور الاصحب بالمغفرۃ

ترجمہ:- ظاہر ہے کہ یہ قبہ دوستوں اور صحابہ کے جمع ہونے کے لیے تھا تاکہ ذکر اللہ وتلاوت قرآن کریں اور دعائے مغفرت کریں۔ اس کے بعد ملا علی قاریؒ نے مسئلہ صاف فرما دیا کہ اس میں کراہت جب ہو گی جب یہ کام بے فائدہ ہو گا۔ جیسا کہ ابھی حوالہ گذرا ہے۔ ابو عبد سلیمان رضی اللہ عنہ منتقے شرح موطا امام مالکؒ میں فرماتے ہیں۔

وانما کرھہ لمن ضربہ علی وجہ السمعۃ والمباحۃ

ترجمہ:- جس نے قبہ بنانا مکروہ کہا تو اس لیے کہا جو کہ اس کو فخر وریا کے لیے بنائے قارئین کرام اب بخوبی جان چکے ہوں گے کہ اگر بے فائدہ یا ریاو فخر کے لیے قبہ یا عمارت بنائی تو وہ ممنوع ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو جائز ہے۔ اور یہی بات ان حوالہ جات کے لیے کافی ہے جن میں قبہ وعمارت بنانے کو مکروہ کہا۔

اب یہ بات شاید مولوی سرفراز کی سمجھ میں بھی آگئی ہو گی کہ اقوال علماء امت بھی برحق اور حدیث بھی برحق۔ دونوں میں کوئی بھی مخالفت نہیں ہے۔ جیسا کہ مولوی سرفراز نے سمجھا ہے۔ مولوی سرفراز صاحب راہ سنت ص 170 پر لکھتے ہیں اگر قبروں کو پختہ بنانے اور ان پر گنبد وغیرہ تعمیر کرنے میں احترام ہوتا اور اس میں کوئی بھی شرعی فائدہ اور دینی مصلحت ہوتی تو سردار دوجہاں رحمتہ للعالمین ﷺ ہرگز اس سے منع نہ کرتے اگر مولوی احمد رضا خان صاحب اور مولوی عبدالسمیع صاحب آج مولوی محمد عمر صاحب اور مفتی احمد یار خان صاحب وغیرہ کو اس میں دینی مصلحتیں اور شرعی فوائد حاصل ہوئے ہیں جن کی بنا پر وہ سب کچھ جائز کہتے ہیں اور اس کو کار ثواب اور کم از کم مستحب سمجھتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو اس سے کیوں منع کیا۔ مجھے اس پر چند طرح سے اعتراض ہے اولاً" اگر قبہ وعمارت بنانے میں کوئی فائدہ نہ ہوتا تو ائمہ سلف مثلاً" ملا علی قاریؒ۔ صاحب بدائع وصاحب منتقے وغیرہ نے کیوں اس فعل کو جائز ومباح فرمایا کیا ان کو انکار رسول ﷺ کا پتہ نہ تھا؟ وثانیاً" بہت سے احکام زمان ومکان سے بدل جاتے ہیں اس لیے احکام سابقہ سے وہاں

سند لانا نری حماقت ہے جیسا کہ جواہر اخلاطی میں مذکور ہے۔

هو ولن كان احداثا فهوبدعة حسنة وكم من شي كان احداثا وهو بدعة حسن وكم من شي يختلف باختلاف الزمان ومكان

ترجمہ:- یعنی اگرچہ یہ امر (یعنی عمارت وقبہ بنانا) نو پیدا ہے پھر بھی بدعت حسنہ ہے اور بہت سی چیزیں ہیں کہ نئی پیدا ہیں مگر بدعت حسنہ ہیں اور بہت سے احکام ہیں کہ زمان ومکان سے بدل جاتے ہیں۔ سبحان اللہ مسئلہ ہی صاف ہو گیا یعنی ایسی جگہ احکام سابقہ سے سند لانا حماقت اور بے سود ہے کیونکہ جو حاجت اب پیدا ہوئی ہے اگر اس زمانہ میں ہوتی تو وہ بھی یہی حکم کرتے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی" شرح سفر السعادت میں فرماتے ہیں

"در آخر زمان بجہت اقتصاد رنظر عوام بر ظاہر مصلحت در تعمیر و ترویج مشاہد و مقابر و عظماء دیدہ چیز ہا افزودند تا آنجا ہیبت و شوکت اہل اسلام و اہل اصلاح پیدا آید خصوصاً" در دیار ھند کہ اعدائے دین از ہنود کفار بیسار اند و ترویج و اعلاء شان ایں مقامات باعث رعب و انقیاد ایشاں است بسیار اعمال وافعال ولوضاع کہ در زمان سلف از مکروبات بودہ اندر آخر زمان مستحسنات گشتہ"

ترجمہ:- آخر زمان میں چونکہ عام لوگ محض ظاہر بین رہ گئے۔ لہٰذا مشائخ اور صلحاء کی قبروں پر عمارت بنانے میں مصلحت دیکھ کر زیادتی کر دی تاکہ مسلمانوں اور اولیاء اللہ کی ہیبت ظاہر ہو خاصکر ہندوستان میں کہ یہاں ہندو اور کفار بہت دشمنان دین ہیں ان مقامات کی اعلاء شان کفار کے رعب و طاعت کا ذریعہ ہے اور بہت سے کام پہلے مکروہ تھے اور آخر زمانہ میں مستحب ہو گئے۔

قارئین کرام دیکھا کہ صاحب جواہر اخلاطی و شیخ محقق کیا فرما رہے ہیں اور ہمارے نجدی یاروں کا دماغ کدھر جا رہا ہے۔ شیخ محقق نے تو یہاں تک تصریح کر دی کہ خاصکر ہندوستان میں یہ کام کرنا چاہے کہ یہاں ہندو اور دوسرے بد مذہب رہتے ہیں۔ مسلمانوں کو اپنا رعب ظاہر کرنے کے لئے قبروں پر عمارت وقبہ بنایا جائے۔ پاکستان میں ہندو تو اتنی تعداد میں رہتے نہیں البتہ ان کی حلوہ پوریاں اور ان کا پسندیدہ جانور کوا کھانے والے ان کے برادر رہتے ہیں اس لئے ان پر رعب ظاہر کرنے کے لئے قبور

اولیاء پر عمارت وقبہ بنانا مستحب ہے۔ ایک بات جو ہر دو حوالہ جات سے ثابت ہوئی وہ یہ کہ حضور علیہ السلام کے زمانہ میں یہ فعل منع تھے تو اس دلیل سے سند لانا حمق کا ثبوت دینا ہے کیونکہ اب جو ضرورت پیش آئی ہے وہ پہلے نہیں تھی۔ اب دیکھئے مولوی سرفراز کیسی یکطرفہ ڈگری دیتے ہیں اور علماء امت کے مقابل اپنا الگ محاذ بناتے ہیں ملاحظہ راہ سنت ص 171 لکھتے ہیں۔

کون ماں کا لال ہے جو آپ کی منع کی ہوئی چیز میں کوئی مصلحت اور فائدہ ثابت کرسکے۔ ہاں جی یہ سب ائمہ کرام کو تو یہ پتہ ہی نہیں تھا کہ حضور علیہ السلام نے اس فعل سے منع کیا تھا۔ وہ تو آپ ہی کے حصہ میں آیا ہے کہ آپ کو پتہ چل گیا کہ یہ کام منع ہے۔ ٹھیک ہے آپ کو اپنی عقل مبارک اور ہمیں علماء امت قبول۔ پسند اپنی اپنی خیال اپنا اپنا۔ اچھا مولوی سرفراز ایک بات بتائیے کہ اگر یہ کام منع ہے تو اگر کوئی جان بوجھ کر وہاں جائے اور چلہ وغیرہ کرے۔ عمارت میں قیام کرے یقیناً" آپ کے نزدیک موجب لعنت اور بدرجہ اولی بدعتی ہوگا۔ آیئے ذرا اپنے گھر کی ایک کہانی سن لیجے۔ سوانح قاسمی جلد دوم ص 30 پر مولوی سید مناظر احسن گیلانی دیوبندی رقم طراز ہیں۔

مولوی قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند کے متعلق لکھتے ہیں۔

"میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ کلیر شریف تشریف لے جاتے تو زی سے ننگے پاؤں ہو لیتے اور شب کو روضہ میں داخل ہو کر کواڑ بند کر دیتے تھے اور تمام رات حضرت صابر صاحب کے مزار پر تنہائی میں گذارتے۔

اس عبارت کو دیکھ کر مولوی صاحب اور ان کے متبعین کو شرم کرنی چاہیے۔ کمال ہے بانی دیوبند تو روضہ میں جا کر چلہ کاٹیں اور نہ تو اس کی تردید کریں کہ یہ روضہ ناجائز بنا ہے۔ بلکہ شدرحال کر کے جاتے اور اصاغر دیوبند ہیں کہ اپنوں پر ہی وار کر رہے ہیں

قارئین کرام پر بخوبی واضح ہو چکا ہوگا کہ ایک طرف مولوی سرفراز صاحب یا ان کے چند حواری ہیں۔ جو کہ حدیث رسول علیہ السلام سے غلط مطلب اخذ کرتے ہیں۔ دوسری طرف ملا علی قاری" علامہ عینی۔ علامہ سلیمان۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی۔ صاحب جواہر اخلاطی اس کے علاوہ اور دوسرے ائمہ سلف میں جو کہتے ہیں کہ اگر یہ

فائدہ یا فخر وریا وغیرہ کے لیے عمارت بنائی جائے تو نا جائز ورنہ جائز ہے یہی بات مفتی احمد یار خان صاحب مدظلہ اور ان کے رفقائے کار فرماتے ہیں کہ فقہا کرام نے جہاں عمارات بنانے کو مکروہ کہا وہاں بے فائدہ یا فخر وریا کے لیے بنانے پر حکم ہے یا عامتہ المسلمین کی قبور کے لیے حکم ہے۔ اب قارئین کرام خود ہی سوچ لیں کہ کس کا دامن ائمہ کرام سے منسلک ہے اور کون ہوائے نفسانی کی پیروی کر رہا ہے۔

"مفتی صاحب پر سرفراز گکھڑوی کا اتہام"

مولوی سرفراز گکھڑوی راہ سنت ص 175 پر لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان بن مظعونؓ کی قبر کے سرہانے بطور علامات کے ایک پتھر رکھنے سے قبر پر عمارت وقبہ بنانے پر استدلال کرنا یہ صرف مفتی صاحب اور ان کے ہم مشرب رفقاء کا کام ہے آخر مفتی جو ہوئے۔ بلفظہ۔

الجواب :- میں کہتا ہوں اگر سرفراز صاحب مجھے جاء الحق کے کسی صفحہ پر یہ لکھا دکھادیں کہ مفتی صاحب نے حضرت عثمان بن مظعون والی روایت سے عمارت وقبہ کے جواز میں استدلال کیا ہے تو میں ان کا بے دام غلام بننے کو تیار ہوں۔ کیا سرفراز صاحب ایسا کریں گے؟ میں کہتا ہوں قیامت تک نہیں ایسا لکھا دکھا سکتے کیونکہ مفتی صاحب نے اس کے علاوہ کچھ لکھا ہی نہیں ہے کہ "ان دونوں احادیث سے ثابت ہوا کہ اگر کسی خاص قبر کا نشان قائم رکھنے کے لیے قبر کچھ اونچی کر دی جاوے یا پتھر وغیرہ سے پختہ کر دی جائے تو جائز ہے۔ جاء الحق ص 283 مفتی احمد یار خان مدظلہ عالی نے پہلے دونوں روایتیں جو عثمان ابن مظعونؓ کے متعلق وارد ہوئیں تھیں لکھیں پھر ان میں تطبیق کر کے مندرجہ بالا نتیجہ نکالا۔ اب قارئین ہی دیکھیں کہ مذکورہ حوالے میں ایسا کون سا لفظ ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ مفتی صاحب نے اس حوالہ سے عمارت وقبہ بنانے پر استدلال کیا ہے۔ ایسے الزامات لگا کر بنے شیخ الحدیث اور محقق بن بیٹھے ہیں جناب سرفراز صاحب جس بات کا جاء الحق سے کوئی تعلق نہیں کیا وہ عبارت لکھتے ہوئے تمہارا ہاتھ نہیں کانپا۔ کیا حیا نہیں آیا۔ مگر حیا کہاں سے آئے کیوں کہ الحیاء شعبۃ من الایمان۔ حیا تو ایمان کا حصہ ہے اور رسول ﷺ کا یہ ارشاد تو آپ کو معلوم ہے یطبع المرامع کل خصلة الا الکذب والخیانة لوکما قال۔ یعنی مومن

بلی اور بری خصلتیں تو ممکن ہیں کہ جمع ہو جائیں مگر جھوٹ اور خیانت کا جمع ہونا ممکن نہیں اور یہاں تو جھوٹ پر جھوٹ خیانت پر خیانت ہے۔ اب فیصلہ قارئین ہی کر لیں کہ حضور ﷺ کا فرمان کیا کہہ رہا ہے اور سرفراز کا کردار کیا ہے میں پوچھتا ہوں کیا کذب گوئی کا نام راہ سنت ہے؟ نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو حیف ہے ان عقل کے اندھوں پر جو کتاب راہ سنت پر اکتفا کیے بیٹھے ہیں اب ہم ان مدلل حوالہ جات کو پیش کرتے ہیں جو اس کے جواز میں ہیں اور یہ تقریباً تمام حوالہ جات جاء الحق میں بھی موجود ہیں۔ اور یہ صرف اس لیے کر رہا ہوں تاکہ عوام الناس پر یہ واضح ہو جائے کہ مفتی صاحب مدظلہ پہلے ہی اتمام حجت کر چکے ہیں۔ اس کے بعد ان حوالہ جات پر جو اعتراض مولوی سرفراز نے وارد کیا ہے اس کا جواب دونگا انشاء اللہ۔ جیسا کہ میں پہلے بھی قارئین کرام سے عرض کر چکا ہوں کہ قبور پر قبہ بنانا یا عمارت بنانا وغیرہ یا قبر کو پختہ بنانا بے شک ممنوع ہے لیکن یہ حکم عامتہ المسلمین کی قبور کے متعلق ہے اور اسی کا حکم حدیث مسلم و مشکوۃ میں ہے اور جس سے مولوی سرفراز گکھڑوی نے اپنا غلط نظریہ اخذ کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ اس حدیث کے ہوتے ہوئے بھی علمائے کرام اور مشائخ عظام نے اولیاء امت کے مزارات پر عمارت بنانا اور قبہ بنانے وغیرہ کو مباح وجائز کہا ہے تاکہ لوگوں کی نگاہوں میں عزت ہو اور لوگ ولی اللہ پہچان کر ان سے برکت حاصل کریں اس کی مثال بالکل ایسے ہے جیسے سرکاری عمارتیں اونچی ہوتی ہیں تاکہ لوگ ان کو پہچان لیں۔ چنانچہ مجمع بحار الانوار جلد ثالث میں ہے۔ قد اباح السلف البناء علی قبور الفضلاء والاولیاء والعلماء لیزورهم الناس ویستریحون فیه۔

بے شک ائمہ سلف نے اولیاء وعلماء اور فضلاء کے مزارات پر عمارت بنانا مباح فرمایا تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور راحت پائیں۔ حوالہ میں اس بات کی تصریح ہے کہ بے شک ائمہ سلف نے عمارات بنانے کو مباح فرمایا۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ ائمہ سلف کیا بریلی سکول سے پڑھ کر گئے تھے یا صاحب مجمع بحار الانوار کے کان میں مفتی صاحب نے پھونک مار دی تھی کہ تم عمارات بنانے کے جواز میں لکھ دینا۔ کیا تمام ائمہ سلف نے حضور ﷺ کی مخالفت کی؟ یا حدیث دانی کا ٹھیکہ صرف آپ نے ہی لے رکھا ہے یا صرف مدرسہ دیوبند میں ہی اس حدیث کا مطلب ٹھیک

سمجھا جاتا ہے برخلاف ائمہ سلف کی تصریحات کے مولوی صاحب آپ کے بے سروپا باتوں پر کون کان دھرتا ہے۔ صرف مفتی احمد یار خان صاحب اور مولانا محمد عمر صاحب وغیرہ ہی نہیں ہیں جو اس کے جواز کے قائل ہیں بلکہ وہ تو ائمہ سلف کے دامن سے منسلک ہیں۔ آپ کا اصل اعتراض ائمہ سلف پر ہے۔ جنہوں نے دین اسلام کی مخالفت کی ہے۔ کیا دین اسلام کی حفاظت کرنے والے حضور ﷺ کی مخالفت کر سکتے ہیں؟ نہیں اور بالکل نہیں تو کیا بات ہے ائمہ سلف کا دامن چھوڑ کر راہ حق سے لوگوں کو بھڑکایا اور ہٹایا جا رہا ہے۔ علامہ شامیؒ بھی یہی بات دھرا رہے ہیں جامع الفتاویٰ سے منقول ہے۔ فرماتے ہیں

قیل لا یکرہ ابناء اذا کان المیت من المشائخ والعلماء والسادات۔

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ مشائخ وسادات وعلماء کی قبور پر عمارت بنانا بلا کراہت جائز ہے۔ بعض لوگوں کے دل میں یہ شک گزرے کہ قیل سے حوالہ شروع ہے اور قیل ضعف کی علامت ہے تو جواب یہ ہے کہ قیل فقہ میں علامت ضعف نہیں ہے کہ شامی میں ہے فتعبیر المصنف بقیل لیس یلزم الضعف ہاں البتہ منطق میں قیل علامت ضعف ہے۔ اور یہ کہنے والے کون ہیں۔ یہ ائمہ سلف ہی تو ہیں جیسا کہ بحوالہ مجمع بحار الانوار میں مذکور ہوا ہے اور خود دوسری جگہ علامہ شامی نے اسے مختار قول مانا ہے ملاحظہ ہو علامہ شامی فرماتے ہیں۔ قیل لا باس بہ وھو المختار

ترجمہ: کہا گیا ہے اس میں (عمارت وغیرہ بنانے میں) کوئی حرج نہیں اور یہ ہی پسندیدہ بات ہے۔ اسی طرح طحطاوی شریف میں ہے قیل لا بابس بہ وھو المختار

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ یہ فعل جائز ہے اور یہی مختار بات ہے۔ ہر دو حنفی فقہوں کی بات سے یہ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ قبور اولیاء پر عمارت بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور انہوں نے ھوالمختار کہہ کر اس قول کو پسندیدہ گردانا ہے۔ اور یہ بات تو سرفراز صاحب ہی بتائیں گے کہ کیا ان فقہا کرام نے حضور محمد ﷺ کی مخالفت کی؟ کس کس سے لڑو گے کس کس جھگڑو گے قرآن کریم میں واضح طور پر فرمایا گیا کہ نماز میں نمازی رب وحدہ لاشریک سے دعا مانگتا ہے کہ مولا ان کے راستے پر چلا جن پر تو نے انعام کیا ان کے راستے پر مت چلا جن پر تیرا غضب ہے دریافت طلب تو امر یہ ہے کہ کیا یہ سب ائمہ کرام صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے تھے؟ یا مولوی سرفراز ان پر غضب

خدا مانتا ہے جبھی تو ان کے راستے پر نہیں چلتا۔ ورنہ اگر کوئی اور بات ہے تو وہ ہمیں بتا دیں تو مولوی صاحب کی مہربانی۔ اور بات تو یہی ہو سکتی ہے کہ نجدی مذہب میں یہ حوالے ہضم نہیں ہوتے۔ آیئے قارئین کرام ملا علی قاریؒ کی بھی سنتے چلئے جو کہ گیارھویں صدی کے مجدد کہلاتے ہیں۔ مرقات شرح مشکوۃ کتاب الجنائز باب دفن المیت میں فرماتے ہیں۔

قد اباح السلف البناء علی قبور المشائخ والعلماء المشہور دین لیز ورھم الناس ویستر یحوبا الجلوس۔

ترجمہ :- بے شک ائمہ سلف نے قبور پر علماء مشائخ عمارت بنانے کو جائز فرمایا تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور وہاں بیٹھ کر آرام پائیں۔ اب اتنی گواہوں کے باوجود اس مسئلہ کو جھٹلانا صرف ان لوگوں کا ہی کام ہے جو ہوائے نفس کے پیروکار ہوں۔ جو بھی کہہ رہا ہے ایک ہی بات کہہ رہا ہے کہ یہ فعل درست ہے درست ہے مگر مولوی سرفراز صاحب نے محض ہٹ اور ضد کی وجہ سے اپنا الگ محاذ بنا رکھا ہے اور "میں نہ مانوں" کی روش اختیار کر رکھی ہے۔

لطیفہ :- مولوی سرفراز گکھڑوی ایک غلط تاثر دینے کے لیے باب جنت ص 32 پر یوں رقم طراز ہیں، کہ مفتی صاحب یہ فرمایئے کہ حضرت امام شافعی اور امام نووی ابن حجر مکیؒ۔ ملا علی القاریؒ۔ علامہ سید محمود آلوسیؒ اور ابن قیم اور ابن تیمیہ وغیرہ کیا سارے دیو بندی ہیں جو قبروں پر عمارت کو مکروہ کہتے ہیں۔ مفتی صاحب آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ دیو بند کی بنیاد تو 15 محرم 1213ھ میں رکھی گئی تھی اور یہ حضرات تو کئی صدیاں پہلے گزر چکے ہیں محملہ ارے میاں سرفراز خان یہ کس نے کہہ دیا کہ یہ تمام دیو بندی ہیں ہاں یہ بات ضرور ہے کہ تمہاری نجدی طبیعت نے ان حوالہ جات کو سمجھا نہیں کیونکہ جہاں عمارت بنانا مکروہ کہا ہے وہ حکم عامۃ المسلمین کی قبور کے متعلق ہے اور جہاں اباحت کا حکم ہے وہاں قبور اولیاء مراد ہیں اور ابھی ملا علی القاری کا حوالہ گزر چکا ہے کہ وہ اس فعل کو مباح فرماتے ہیں۔ آپ کی ان اصحاب کے بارے میں کیا رائے ہے۔ صاحب درمختار علامہ شامیؒ۔ علامہ طحطاویؒ۔ علامہ عینی علامہ سلیمان صاحب منتقی شرح موطا امام مالک۔ صاحب جواہر اخلاطیؒ شیخ عبدالحق محدث دہلوی صاحب بدائع وضائع اور تمام ائمہ سلف کیا بریلوی ہیں جو قبور اولیاء پر عمارت بنانے کو

مباح فرماتے ہیں۔

مولوی سرفراز کی بلبلاہٹ

قارئین کرام آپ دیکھ چکے ہیں کہ کس طرح ائمہ سلف قبور اولیاء پر عمارت بنانے کو مباح قرار دیتے ہیں۔ مولوی سرفراز سے اس کا جواب تو کیا بننا تھا۔ لیکن جواب بحرحال لکھنا تھا اس لئے جو کچھ انہوں نے جواب دیا ہے اس پر مخالفین کو رونا چاہیے نہ کہ اکڑنا ہم پہلے مولوی سرفراز کا جواب نقل کرتے ہیں راہ سنت ص 174، 175 پر لکھتے ہیں۔مولی عبد السمیع اور مفتی احمد یار خان صاحب وغیرہ نے شیخ عبدالغنی نابلسیؒ صاحب روح البیان اور امام حصکفیؒ اور طحطاویؒ وغیرہ سے جو یہ نقل کیا ہے کہ مشائخ علماء اور سادات کی قبروں پر عمارت اور گنبد بنانا جائز ہے اور اس کو کم از کم مستحب اور حوالختار کہا ہے تو یہ سراسر باطل اور مردود ہے۔ اس کا مختصر اور پورا جواب صرف اتنا ہی کافی ہے کہ نہ یہ تو حضرات معصوم ہیں نہ مجتہد پھر نبی معصوم ﷺ اور امام مجتہد کے صریح ارشاد کے مقابلہ میں ان کی بات کون سنتا ہے بلفظہ۔

الجواب:- یہ ہے دلائل کی کائنات جس پر مولوی صاحب ھل من مبازر پکار کر 10000 ہزار روپے کا انعام دیتے ہیں۔ اتنے حوالہ جات کا جواب صرف تین یا چار لائنوں میں بقول شاعر۔

اک تبسم ہزار شکووں کا
کتنا پیارا جواب ہوتا ہے

جو اس عبارت کو جواب کہے میں کہتا ہوں وہ محض نادان اور دین سے بے بہرہ ہے۔ میں پوچھتا ہوں کیا ملا علی قاری۔ علامہ شامی علامہ طحطاویؒ جو کہ حنفی ہیں کیا غلط بات کہہ گئے کیا انہیں امام مجتہد کے قول کا پتہ نہیں تھا۔ چلو مانا کسی ایک نے غلط بات کہہ دی ہو گئی۔ مگر یہ تو پوری پلٹن کی پلٹن ہے کس کس کو جھٹلاؤ گے۔ کیا تم سنت رسول ﷺ کے دشمن تھے؟ معاذ اللہ جن حضرات نے دین اسلامی اتنی خدمت کی ہو ان پر یہ الزام اور یہ کہنا کہ ان کو کون سنتا ہے کتنی سخت گوئی ہے۔ مولوی سرفراز صاحب آپ نہ سنیں کان بند کر لیں۔ لیکن جس طبقہ کو مشائخ امت سے محبت ہے وہ ان کے اقوال

کو سر آنکھوں پر رکھتا ہے۔ اور اس پر دعویٰ آپکو یہ کہ ہم ائمہ کرام سے منسلک ہیں کیسی بے دلیل بات ہے۔ کیا ایسی گپ شپ ہانک دینا یا نری بکواس کرنا ہی جواب اور معیار تحقیق ہے۔ کیا یہی کچھ دیوبند میں لکھایا جاتا ہے۔صد حیف ہے ان لوگوں پر جو ان پر اعتماد کرتے ہیں۔ کیا انہوں نے مرنا نہیں سوچا ہے۔ کیا خوف خدا ان کے دلوں سے بالکل نکل چکا ہے۔ جو ایسی بے سروپا باتوں پر بغلیں بجاتے ہیں۔ میں بار بار عرض کر چکا ہوں کہ جہاں اس فعل سے انکار ثابت ہے وہاں عام مسلمانوں کے قبور کے متعلق حکم ہے اور جہاں جائز ہے وہاں قبور اولیاء کے متعلق حکم ہے آیئے ذرا اس کی مثال ملاحظہ فرمایئے۔

"پہلی مثال"

علامہ شامی درمختار ص 101 جلد 1 پر فرماتے ہیں۔

اما البناء فلم ار من اختار جوازہ

ترجمہ :- مجھے معلوم نہیں کسی نے عمارت کے جواز کو پسند کیا ہو۔ باب جنت ص 32 و راہ سنت ص 174 کہنے کو تو ہم بھی یہ کہہ سکتے تھے کہ یہ سراسر باطل اور مردود ہے جیسا کہ مولوی سرفراز نے کہہ دیا۔ لیکن انہیں یہ حوالہ مردود نہ لگا نہ جانے کیوں۔ لیکن سرفراز کو پتہ ہونا چاہیے کہ علماء اہل سنت و الجماعت طبقہ بریلوی اپنے مدعا پر دلیل رکھتے ہیں۔ بلا دلیل بات کہنا تو آپ کا ہی شیوہ ہے اس حوالہ میں یہ کب تصریح ہے کہ قبور اولیاء پر عمارت بنانا ناپسندیدہ بات یہ حکم تو عامتہ المسلمین کی قبروں کے متلعق ہے کیونکہ خود علامہ شامی فرماتے ہیں جامع الفتاوی سے منقول ہے۔ جلد اول باب الدین میں ہے

وقیل لا یکرہ البناء اذا کان المیت من المشائخ و العلماء و السادات

ترجمہ:۔ مشائخ اور علماء اور سادات کرام کی قبور پر عمارت بنانا بلا کراہت جائز ہے اسی باب الدفن میں فرماتے ہیں۔ قیل لا باس بہ و ھو المختار۔ یعنی عمارت بنانے میں کوئی حرج نہیں اور یہ بات پسندیدہ ہے۔

اب کوئی سرفراز سے پوچھے کہ علامہ شامی کی ایک بات مطلب کی اڑالی حالانکہ تمارے دعویٰ سے اسے دور کا تعلق بھی نہیں اور دوسری عبارت چھوڑ دی۔ کیا وجہ ہے۔ اس کا صاف مطلب لوگوں کو دھوکہ میں رکھنا نہیں ہے اور نام کیا رکھا ہے راہ

سنت - سبحان اللہ اونچی دوکان پھیکا پکوان والی بات ہے۔

قارئین کرام آپ کو پتہ چل گیا ہو گیا کہ علامہ شامی عام مسلمانوں کی قبروں کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو اس کے جواز کو اختیار کرتے نہیں دیکھا اور پھر فرما دیتے ہیں کہ ائمہ سلف نے قبور اولیاء پر عمارت بنانے کو جائز کہا ہے۔ کوئی اشکال ہی باقی نہ رہا۔ مسئلہ ہی صاف ہو گیا۔

"دوسری مثال"

مولوی سرفراز صاحب راہ سنت ص 174 پر ملا علی القاری کے حوالہ سے لکھتے ہیں

و هی ما انکره ائمة المسلمین کا النباء علی القبور و تجصیصیها۔ مرقات

ترجمہ:۔ بدعت ضلالت وہ ہے جس کا ائمہ مسلمین نے انکار کیا ہو جیسے قبروں پر عمارت بنانا اور ان کو پختہ کرنا+ اس کے بعد مولوی صاحب یوں حاشیہ چڑھاتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ ائمہ مسلمین نے قبر پر عمارت بنانے اور ان کو پختہ کرنے سے سختی سے منع کیا ہے اور اس کو بدعت ضلالہ کہتے ہوئے انکار کیا ہے۔

الجواب:۔ بھلا کوئی اس نجدی زادہ سے پوچھے اس حوالہ سے تجھے کتنے نفلوں کا ثواب ہوا ہے یا تیرے مدعا کو اس سے کیا فائدہ ہوا ہے کیونکہ اس سے مراد یہ ہے کہ عامتہ المسلمین کی قبور پر عمارت نہ بنائی جائے۔ اس حوالہ میں ایسا کونسا لفظ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قبور اولیاء پر عمارت بنانا ناجائز ہے۔ ملا علی قاری" تو قبور اولیاء پر عمارت بنانے کو مباح فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ مرقات شرح مشکواۃ کتاب الجنائز باب دفن المیت میں فرماتے ہیں۔

قد اباح السلف البناء علی قبور المشائخ و العلماء المشهورین لیزورهم الناس و یستر یحوبا الجلوس۔

ترجمہ:۔ بے شک ائمہ سلف نے قبور اولیاء اور علماء پر عمارت بنانے کو مباح فرمایا تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور وہاں بیٹھ کر راحت پائیں

قارئین کرام آپ نے بخوبی جان لیا ہو گا کہ ملا علی قاری" کا عقیدہ کیا ہے کیا مولوی صاحب ساری مرقات پر یقین رکھتے ہیں کہ صرف مطلب کی باتوں پر۔ اب جبکہ خود ملا علی قاری اس کو مباح فرما رہے ہیں تو اب مولوی سرفراز کو بھی اس سے انکار

نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن ضد اور ہٹ دھری کو چھوڑنا پڑے گا۔ راہ حق یہی ہے۔ راہ سنت یہی ہے۔ کیونکہ ہمارا یقین ہے کہ ائمہ سلف سنت کے خلاف کوئی بات نہیں کر سکتے ورنہ دین کا تو بیڑا ہی غرق ہو گیا کیونکہ اگر ہمارے سلف ہی اتنے غلط ہوں گے تو دین کا کیا اعتبار جو انہی کی وجہ سے ہم تک آیا ہے۔اب مولوی صاحب کو ایسے حوالہ جات پیش کرنا جن میں عام مسلمانوں کی قبور کے بارے میں حکم ہے۔ بے سود ہے۔ کیونکہ اس کے تو ہم بھی قائل ہیں۔ اس قسم کے حوالہ جات ہمارے لئے کیا خطرناک ہو سکتے ہیں ہاں البتہ ہمارے پیش کردہ حوالہ جات آپ کے لئے مضر ہیں جن کا جواب آپ کے پاس نہیں ہے۔ ہاں گپ شپ سے اپنا اور اپنے حواریوں کا جی بہلاتے رہیے۔ کیونکہ جی کا بہل جانا بھی تو بڑی بات ہے+

لطیفہ

ان حوالہ مع چند اور اسی قسم کے حوالوں کے جناب سرفراز صاحب ہاب جنت میں یوں رقم طراز ہیں۔

قارئین کرام یہ ہیں وہ ٹھوس حوالہ جات جنھوں نے مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی کے ہوش و ہواس گم کر دیئے پھر لکھتے ہیں ان حوالہ جات کا جواب مفتی صاحب کے ذمہ ہے۔

سبحان اللہ یہ کیسے ٹھوس حوالہ جات ہیں جنھوں نے مفتی صاحب مدظلہ عالی کے ہوش و ہواس گم کر دیئے۔ آپ کی اس بات کی حقیقت چنڈو خانے کی گپ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔ جن حضرات نے جاء الحق کا مطالعہ ایمانی نظر سے کیا ہے وہ تو آپکے اس تقدس پر حیران ہوتے ہوں گے ان حوالہ جات کا جواب مفتی صاحب برسوں پہلے لکھ چکے ہیں۔ یہ تو آپ کی بے جا ضد ہے جو اپنے غلط مسلک پر قائم ہیں جو کہ سراسر تصریحات ائمہ کے خلاف ہے۔ ہاں البتہ دل لگتی بات تو یہ ہے کہ مفتی صاحب مدظلہ کی معرکۃ الاراء تصنیف لطیف جاء الحق نے قلعہ دیوبند میں زلزلہ پیدا کر رکھا ہے اور آپ الزامات اور اتہامات مفتی صاحب کے ذمے لگا کر اپنے حواریوں کے دل کو طفل تسلیاں دے رہے ہیں۔ غالباً" یہی وجہ ہے کہ کتاب راہ جنت لکھی تو صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان صاحب نے اور آپ کو جنھیں خواب و خیال میں مفتی صاحب ہی تصویر نظر آتی ہے اور آپ کے لئے ہوا کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کسی صورت یہ ماننے

کے لئے تیار ہی نہیں کہ یہ کتاب مفتی اقتدار صاحب نے لکھی ہے بلکہ کتاب باب
جنت میں مفتی احمد یار خان صاحب مدظلہ عالی کو خطاب کرتے ہیں بتایئے ہوش و حواس
تمہارے گم ہوئے کہ مفتی صاحب مدظلہ کے۔ آپ کی بے تکی باتوں سے تو مجھ پر جو کہ
مفتی صاحب مدظلہ کے پاؤں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہے کوئی اثر نہیں ہوا ہے۔
ہوش گم ہونے تو کجا مجھے تو پریشانی بھی نہیں ہوئی۔ البتہ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میں آپ
کے جواب میں کتاب لکھ رہا ہوں۔ کہیں اسے بھی مفتی صاحب کی تصنیف نہ سمجھ
بیٹھنا۔ میاں میں تو یہاں جھنگ صدر میں بیٹھا ہوں اور گجرات کا فاصلہ یہاں سے
سینکڑوں میل کا ہے۔ لیکن روحانی فاصلہ چند انچوں کا بھی نہیں۔

قول امام ابو حنیفہ پر بحث

قارئین کرام جیسا کہ روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے کہ قبور اولیاء پر عمارت
و قبور بنانا مباح ہے اور حنفی فقہا نے اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ ائمہ سلف نے
قبر اولیاء پر عمارت بنانے کو مباح فرمایا اور پھر انہوں نے ھو المختار کہا یعنی یہی بات مختار
اور پسندیدہ ہے یعنی قبور اولیاء پر عمارت بنانا پسندیدہ بات ہے۔ اس بات کی تائید میں
مفتی احمد یار خان صاحب مدظلہ نے امام شعرانیؒ کے حوالہ سے لکھا کہ امام ابو حنیفہؒ نے
بھی قبور اولیاء پر عمارت بنانے کو جائز کہا حوالہ کے الفاظ یہ ہیں۔
قول ابی حنیفہ یجوز ذالک الخ یعنی امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ قبور اولیاء پر عمارت بنانا
جائز ہے
مولوی سرفراز اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ دسویں صدی کے ایک صوفی کی بے
سروپا بات ہے دیکھئے راہ سنت ص 172 محصلۃ
ہاں جی یہ تو آپ کو بے سروپا بات لگنی ہوئی آپ کے مذہب کے خلاف جو ہے
اور اسکے علاوہ وہ تمام فقہائے حنفیہ کے حوالہ جات جنہوں نے قبور اولیاء پر عمارت
بنانے کو مستحب فرمایا ہے کیا انہوں نے مسلک امام ابو حنیفہؒ سے بغاوت کی ہے (معاذ
اللہ) نہیں کی اور یقیناً" نہیں کی تو کیا تمام فقہائے احناف جنھوں نے اس فعل کو مباح
فرمایا پاگل تھے؟ صرف لفظ بے سروپا لکھنے سے تو جواب نہیں ہو جاتا۔ امام شعرانیؒ کا
حوالہ تو ان تمام حوالہ جات کی وجہ سے قوی ہو جاتا ہے۔

اعتراض:۔ حضرت امام محمدؒ کے حوالہ سے مولوی سرفراز لکھتے ہیں ترجمہ ان کا اپنا

ہی ہے۔ ہم اس کو صحیح نہیں سمجھتے کہ جو مٹی قبر سے نکلی ہے اس سے زیادہ اس پر ڈالی جائے اور ہم مکروہ سمجھتے ہیں کہ قبر پختہ کی جائے یا اس پر لپائی کی جائے (آگے فرمایا) اس لیے نبی کریم ﷺ نے قبر کو مربع بنانے اور اس کو پختہ بنانے سے منع کیا ہے۔ یہی ہمارا مذہب ہے اور یہی حضرت امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے ملخصاً

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر امام شعرانیؒ کے قول سے جو کہ انہوں نے امام ابو حنیفہؒ کا قول پیش کیا ہے اگر قبروں کے جواز پر رجسٹری ہو گئی تو امام محمد کے قول سے عدم جواز پر رجسٹری نہ ہوئی۔

الجوب :- قبر کو پختہ کرنے کی بحث مکمل پچھلے صفحات میں گذر چکی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن صرف ایک بات مولوی سرفراز سے پوچھنا ہے کہ مذکورہ حوالہ میں کون سا لفظ ہے جس کا یہ معنی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے قبور اولیاء پر عمارت بنانے سے منع فرمایا۔ کیا قبر کو مربع بنانے کا مطلب یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے قبور اولیاء پر عمارت و قبہ بنانے کو مکروہ کہا ہے؟ آخر کوئی تو بات ہے ہم جبھی تو یوں چھپا رہے ہیں۔ یوں ہی بے تکی ہانکنے کو کیا تحقیق کہتے ہیں؟

اعتراض :- اس کے علاوہ مولوی سرفراز صاحب نے راہ سنت پر کچھ فقہاء احناف کے حوالہ جات نقل کیے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں (صرف تراجم نقل ہیں) پہلا حوالہ۔ کبیری کا ہے ترجمہ یہ ہے۔ قبر کو پختہ بنانا اور اس کی لپائی کرنا مکروہ ہے اور یہی تینوں اماموں کا قول ہے (پھر آگے فرمایا) اور امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ قبر پر مکان یا قبہ یا اس کی مانند کوئی اور عمارت بنانا مکروہ ہے اور یہ مذکورہ حدیث اس کی دلیل ہے دوسرا حوالہ فتاوٰی سراجیہ سے منقول ہے (صرف ترجمہ نقل ہے) قبور پر عمارت بنانا مکروہ ہے۔ تیسرا حوالہ قاضی خان کا ہے (صرف ترجمہ نقل ہے) قبر کو پختہ نہ بنایا جائے اس لیے آنحضرت ﷺ نے قبر کے پختہ بنانے اور چاندی کے پانی سے جڑاؤ کرنے اور کرنے اور قبر پر عمارت بنانے سے منع کیا ہے اس کے علاوہ عالمگیری اور فتح القدیر کا حوالہ لکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قبر کو مربع بنانا۔ پختہ کرنا اور عمارت بنانا مکروہ ہے راہ سنت ص 173

الجواب :- ان تمام باتوں کا جواب پچھلے صفحات میں مکمل طور پر موجود ہے کہ جہاں

عمارت بنانے کو مکروہ کہا وہاں حکم عامتہ المسلمین کی قبور کے متعلق ہے اور اس کی دو مثالیں میں پیش کر چکا ہوں کہ انہوں نے عام مسلمانوں کی قبور پر عمارت بنانے اور بنانے بنانے کو مکروہ کہا۔ اور قبور اولیاء پر عمارت بنانے کو مباح فرمایا اور بحوالہ امام شعرانیؒ گزر چکا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے قبروں پر عمارت بنانے کو جائز فرمایا ہے نہ تو ہم کسی کو بے ایمان کہہ سکتے ہیں اور نہ ہم کسی کے قول کو مردود کہہ سکتے ہیں البتہ خدا نے ہمیں اتنی عقل دی ہے کہ ہم اقوال فقہا میں تطبیق کر سکتے ہیں۔ کہ جہاں امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ قبور پر عمارت نہ بنائی جائے وہاں حکم عامتہ المسلمین کی قبور کے متعلق ہے اور جہاں عمارت بنانے کو مباح قرار دینے کا قول ہے وہاں حکم قبور اولیاء کے متعلق ہے اب بھی اگر کس کے ذہن میں کوئی اشکال ہے تو اس کے ذہن کا قصور ہے۔

اعتراض نمبر 2:۔ مولوی سرفراز صاحب قبوں کو گرانے کے جواز میں باب جنت ص 27 اور راہ سنت ص 175 پر ایک روایت لکھتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہے ترجمہ انہی کا ہے۔ حضرت ابو الہیاج الاسدیؒ فرماتے ہیں "مجھے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ کیا تجھے میں اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کے لیے مجھے آنحضرت ﷺ نے بھیجا تھا وہ یہ کہ کوئی فوٹو اور مجسمہ مٹائے بغیر نہ چھوڑنا اور کوئی اونچی قبر نہ چھوڑنا مگر یہ کہ اس کو برابر کر دینا۔

الجواب:۔ اس کا جواب بھی مفتی صاحب مدلل دے چکے ہیں میں زیادہ بہتر سمجھتا ہوں کہ پہلے آپ کا جواب لکھوں اور پھر مولوی سرفراز کا اعتراض پیش کروں اور پھر جواب الجواب لکھ کر حق وفا ادا کروں۔ تو قارئین کرام سے مفتی صاحب فرماتے ہیں۔

جن قبروں کو گرا دینے کا حکم حضرت علیؓ نے دیا تھا وہ کفار کی قبریں تھیں نہ کہ مسلمین کی اس کی چند وجہ ہیں اولاً" تو یہ کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں تمہیں اس کام کے لیے بھیجتا ہوں جس کے لیے مجھے حضور علیہ السلام نے بھیجا حضور علیہ السلام کے زمانے میں جن قبروں کو حضرت علیؓ نے گرایا وہ مسلمانوں کی قبریں نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حضور علیہ السلام ہر صحابی کے دفن میں شرکت فرماتے تھے۔ نیز صحابہ کرام کا کوئی کام بھی حضور علیہ السلام کے مشورہ کے بغیر نہیں ہوتا تھا لہذا اس وقت جس قدر قبور مسلمین بنیں وہ یا تو حضور علیہ السلام کی موجودگی میں یا آپ کی اجازت سے بنیں تو وہ کون سے مسلمانوں کی قبریں تھیں جو کہ ناجائز بن گئیں اور ان کو مٹانا پڑا؟ ہاں

عیسائیوں کی قبور اونچی ہوتی تھیں۔ بخاری شریف ص 41 مسجد نبوی کی تعمیر کے بیان میں ہے۔ امر النبی علیہ السلام بقبر المشرکین فنبشت۔

ترجمہ:- حضور علیہ السلام نے مشرکین کی قبروں کا حکم دیا پس اکھیڑ دی گئیں بخاری شریف جلد اول ص 61 میں ایک باب باندھا۔ ھل ینبش قبور مشرکی الجاھیة۔ کیا مشرکین زمانہ جاہلیت کی قبریں اکھاڑ جاویں اس کی شرح میں حافظ ابن حجر فتح الباری شرح بخاری جلد دوم ص 26 میں فرماتے ہیں۔ (صرف ترجمہ نقل ہے)

یعنی ماسوا انبیاء اور ان کے متبعین کے کیونکہ ان کی قبریں ڈھانے میں ان کی اہانت ہے اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ جو قبرستان ملک میں آگیا اس میں تصرف کرنا جائز ہے اور پرانی قبریں اکھیڑ دی جاویں بشرطیکہ محترم نہ ہوں اس حدیث اور اس کی شرح نے مخالف کی پیش کردہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی تفسیر کر دی کہ مشرکین کی قبریں گرائی جاویں دوسرے اس لیے کہ اس میں قبر کے ساتھ فوٹو کا کیوں ذکر ہے مسلمان کی قبر پر فوٹو کہاں ہوتا ہے؟ معلوم ہوا کفار کی قبریں ہی مراد ہیں۔ کیونکہ ان کی قبروں پر میت کا فوٹو بھی ہوتا ہے۔ تیسرے اس لیے فرماتے ہیں کہ اونچی قبر کو زمین کے برابر کر دو اور مسلمان کی قبر کے کے لیے سنت ہے کہ زمین سے ایک ہاتھ اونچی رہے۔ اس کو بالکل پیوند زمین کرنا خلاف سنت ہے ماننا پڑے گا کہ یہ قبور کفار تھیں ورنہ تعجب ہے کہ سیدنا علی تو اونچی قبریں اکھڑوائیں اور ان کے فرزند محمد ابن حنفیہ ابن عباسؓ کی قبر پر قبہ بنائیں۔ اگر کسی مسلمان کی قبر اونچی بن بھی گئی تب بھی اس کو اکھیڑ نہیں سکتے کیونکہ اس میں مسلمان کی توہین ہے۔ اولاً" اونچی نہ بناؤ مگر جب بن جائے تو نہ مٹاؤ۔ قرآن پاک چھوٹا سائز چھاپنا منع ہے دیکھو شامی کتاب باب الکراہت۔ مگر جب چھپ گیا تو اس کو نہ پھینکو نہ جلاؤ کیونکہ اس میں قرآن کی بے ادبی ہے الخ جاء الحق ص 294

قارئین کرام آپ نے دیکھا کتنی نفیس تقریر ہے لیکن اعتراض کرنے والے تو قرآن کریم پر بھی اعتراض کرتے ہیں اور پھر یہ تو مفتی صاحب کی کتاب جاء الحق ہے لوگ تو خدا کے کلام کو نہیں چھوڑتے۔ آیئے ان اعتراضات کو دیکھتے ہیں جو کہ مندرجہ بالا عبارت پر کیے گئے ہیں۔

مندرجہ بالا عبارت پر اعتراضات

پہلا اعتراض :- راہ سنت ص 179 پر مولوی سرفراز گکھڑوی لکھتے ہیں یہ سب باتیں مفتی احمد یار خان صاحب کی جہالت اور بے خبری کا نتیجہ ہیں اولا" اس لیے کہ فتح الباری کا مصنف وہ ابن حجر مکی کو قرار دیتے ہیں حالانکہ فتح الباری حافظ ابن حجر عسقلانی کی تصنیف ہے جو ابن حجر مکی سے اقدم بھی ہیں اور اعلم بھی ہیں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ اس چودھویں صدی میں ایسے لوگ مفتی بن گئے جن کو فتح الباری جیسی کتاب کے مولف کا صحیح علم نہیں ہے حیرت ہے ایسے مفتی پر۔

الجواب :- سرفراز صاحب شکایت صرف اس بات کی ہے کہ آپ حقیقت کو جھٹلانے میں سب سے دو قدم آگے ہیں۔ تمہارا یہ کہنا کتنی غلط بات ہے کہ مفتی صاحب فتح الباری کے مصنف ابن حجر مکی کو قرار دیتے ہیں حالانکہ مفتی صاحب مد ظلہ نے صریح طور پر یہ الفاظ لکھے ہیں۔
"حافظ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں" اس وقت ہمارے پاس اٹھائیسواں ایڈیشن ہے اس میں یہی الفاظ ہیں۔ کیا حافظ ابن حجر اور ابن حجر مکی میں آپ کو کوئی فرق نظر نہیں آتا مگر افسوس چودھویں صدی میں ایسے لوگ شیخ الحدیث بن گئے جنہیں حافظ ابن حجر اور ابن حجر مکی میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا۔ علماء کرام ابن ہجر مکی کے ساتھ لفظ مکی لکھتے ہیں اور حافظ ابن حجر عسقلانی کے ساتھ لفظ حافظ لکھتے ہیں یا عسقلانی لکھتے ہیں اور مفتی صاحب کی کتاب جاء الحق میں صریح طور پر حافظ کا لفظ موجود ہے۔ اگر نہیں دیکھ سکتے تو نظر کی عینک بھجوا دیتے ہیں؟

قارئین کرام آپ دیکھ چکے ہیں کہ سرفراز صاحب کیسی بے تکی باتیں کرتے ہیں اور پھر اس پر فخر کرتے ہیں۔ ایسے بے سروپا اعتراضات کرنے کا مقصد سوائے اور کیا ہے کہ لوگوں کو مفتی صاحب مد ظلہ سے بدظن کیا جائے مگر بقول شاعر

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

دوسرا اعتراض :- اس کے بعد سرفراز صاحب لکھتے ہیں مفتی صاحب کو یہ بھی

معلوم نہیں کہ نبش قبور الگ چیز ہے جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے مشرکین کی قبروں کو اکھاڑنے کا حکم دیا تھا اور مفتی صاحب کے قول کے مطابق شیخ ابن حجر کی نے فتح الباری میں اس کی شرح کی ہے اور تسویہ قبور اور چیز ہے دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

الجواب :- میں پوچھتا ہوں کہ کیا اپنی طرف سے دو چار سطروں کے لکھ دینے سے مدلل حوالہ جات کا جواب ہو جاتا ہے۔ صرف یہ کہہ دینے سے کہ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے تو جواب نہیں ہو جاتا۔ مفتی صاحب مدظلہ نے اس کی تائید کے لیے جو مدلل بحث کی ہے اس کا جواب دو۔ آیئے میں تم کو بتاتا ہوں کہ جن دلائل کو آپ نے چھوا تک نہیں اور دعویٰ ہے کہ جاء الحق کا جواب دیا ہے۔

پہلی دلیل :- مفتی احمد یار خان صاحب مدظلہ عالی اپنے اس دعویٰ کی تائید میں کہ حضرت علیؓ نے اپنے افسر کو مشرکوں کی قبریں جو تھیں ان کے متعلق حکم دیا تھا نہ کہ مسلمین کی قبروں کے متعلق تھا لکھتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا میں تمہیں اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کے لیے مجھے آنحضرت ﷺ نے بھیجا تھا۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے حضرت علی کو قبور مسلمین کے لیے حکم دیا ہو جب کہ حضور علیہ السلام ہر صحابی کے دفن میں شریک ہوتے تھے کیا حضور ﷺ نے خود ہی اونچی قبریں اپنے سامنے بنوائیں اور خود ہی ان کو ڈھانے کا حکم دیا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ حکم مشرکوں کی قبور کے متعلق تھا۔ محصلہ۔

دوسری دلیل :- اس کے بعد مفتی صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ صحابہ کرم کا کوئی کام بھی حضور علیہ السلام کے مشورے کے بغیر نہیں ہوتا تھا اس لیے جس قدر قبور مسلمین بنیں وہ یا تو حضور ﷺ کی موجودگی میں بنیں یا حضور علیہ السلام کی اجازت سے تو کون سے مسلمانوں کی قبریں تھیں جو کہ ناجائز بن گئیں اور ان کو مٹانا پڑا۔ ہاں عیسائیوں کی قبور اونچی ہوتی تھیں۔ محصلہ

سرفراز صاحب بتائیں کہ ان دلائل کا جواب راہ سنت کے کون سے صفحے پر ہے۔
اب تو روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حکم قبور مشرکین کے متعلق تھا کہ نہ کہ قبور

مسلمین کے متعلق- ورنہ سرفراز صاحب ہی بتائیں کہ کیا صحابہ کرام حضور علیہ السلام کے خلاف کوئی کام کر سکتے ہیں نہیں اور یقیناً" نہیں تو ماننا پڑے گا کہ مفتی صاحب کا دعوٰی حق ہے اور مدعائے یار باطل محض- صرف دو چار الفاظ اپنی طرف سے گھڑانے سے جواب نہیں بن جاتا صرف اتنا کہتا ہوں کہ

عشق کیا ہے تو مذاق عاشقی پیدا کرو-

اگر منہ مفتی صاحب کے لگے ہو تو کوئی بات مدلل لکھا کرو ورنہ یوں ہی الٹانگ شانگ ہانکنے کا نام جواب نہیں ہے- شاید دیوبند میں یہی سکھایا جاتا ہو-

اعتراض نمبر3:- اس کے بعد مولوی سرفراز صاحب اپنے اس دعوٰی کی تائید میں کہ حکم مسلمانوں کی قبور کے متعلق تھا ایک روایت مسلم- نسائی- ابو داؤد کی لکھتے ہیں ترجمہ ان کا اپنا ہی ہے- ہم حضرت فضالہ ابن عبید (المتوفی 53 ھ) کے ساتھ روم کی سرزمین رودس کے مقام پر تھے کہ ہمارا ایک ساتھی فوت ہو گیا حضرت فضالہ نے ان کی قبروں کو (عام قبروں کے ساتھ) برابر کرنے کا حکم دیا پھر ارشاد فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے قبروں کو برابر کرنے کا حکم دیا تھا-

الجواب:- قارئین کرام اس کا جواب ہم اپنی طرف سے پیش نہیں کرتے بلکہ وہ جواب نقل کرتے ہیں جو کہ صاحبزادہ مفتی اقتدار صاحب نے دیا ہے ملاحظہ ہو فرماتے ہیں-

مولوی صاحب نے اس حدیث سے دھوکہ دیا ہے کہ وہاں ایک قبر اونچی بنا دی گئی تھی تو حضرت فضالہ نے اسے ڈھا کر دوسری قبروں کے برابر کر دی- حالانکہ نہ یہ اس حدیث کا ترجمہ ہے نہ اس سے ماخوذ ہے کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام خود ہی اولاً" قبر ناجائز بلکہ خلاف سنت بنائیں اور پھر خود ہی ڈھائیں بلکہ یہاں تو فرمایا گیا کہ اول ہی سے وہ قبر مطابق سنت رکھی گئی اس کی تصریح بیہقی کی روایت میں ہے جس کے الفاظ یہ ہیں- فتوفی ابن عم لی یقال لہ نافع ابن عبید فقام فضالہ فی حضرۃ فلما دفناہ- قال حفضوا عنہ التراب فان رسول اللہ ﷺ کان یامرنا بتسویۃ القبور-

ترجمہ:- میرا چچیرا بھائی فوت ہو گیا جسے نافع ابن عبید کہا جاتا تھا تب فضالہ ایک گڑھے میں کھڑے ہو گئے- جب ہم ان کو دفن کرنے لگے تو آپ نے فرمایا ان کی مٹی کم رکھو- نبی ﷺ نے قبور کے برابر رکھنے کا حکم دیا ہے- صاف معلوم ہوا کہ قبر اول ہی سے بقدر مسنون رکھی گئی تھی یہ نہ ہوا تھا کہ اولا" تو اونچی بنا دی گئی- بعد میں ڈھائی گئی- مولوی صاحب کا اس حدیث سے قبور ڈھانے کا جواز بلکہ حکم ثابت کرنا حدیث پر ظلم ہی ہے- ہم بھی کہتے ہیں مسلمان کی قبر ایک بالشت رکھی جاوے- یہی سنت ہے لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر کسی مسلمان کی قبر خلاف سنت اونچی بن گئی ہو تو بعد میں اسے ڈھایا نہ جاوے کہ اب اس ڈھانے میں مومن کی توہین ہے جیسے قرآن شریف اول سے ہی بڑی تقطیع پر چھاپا جاوے لیکن اگر چھوٹی تقطیع پر چھپ گیا ہو تو طبع شدہ حمائل جلائی نہ جاویں کہ اس میں قرآن مجید کی توہین ہے- مسلمانو! یہ ہے دیوبندیوں کی دھوکا بازی کہ اپنے مذہب باطل کی تائید کرنے کے لیے کیسے کیسے دھوکے- جعل سازیاں کرتے ہیں رب کی پناہ- افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے اس حدیث کے ذریعہ کھینچ تان کر مسلمانوں کی قبریں ڈھانے کا جواز ثابت کیا مگر مولوی صاحب کو بخاری شریف کی حضرت خارجہ کی روایت نظر نہ آئی کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم میں بڑا پہلوان وہ تھا جو حضرت عثمان ابن مظعون کی قبر کو پھلانگ جاتا اور یہ اونچی قبر خود حضور علیہ السلام نے بنوائی تھی مولوی صاحب ہوش کی پیو- ان احادیث سے تو معلوم ہوا کہ عوام کی قبور ایک بالشت سے زیادہ نہ ہوں خواص کے مزارات کچھ اونچے بھی ہو سکتے ہیں راہ جنت مصنفہ صاحبزادہ اقتدار احمد خان صاحب صفحہ 86'87 میں مولوی سرفراز سے پوچھتا ہوں کہ باب جنت کے کون سے صفحے پر اس کا مدلل جواب ہے- قارئین کرام آپ ان دلائل کا جواب باب جنت میں کہیں نہ پائیں گے اور سرفراز نے جو یہ لکھا کہ الحمد اللہ کہ ہم نے مفتی صاحب کے رسالہ راہ جنت کا کوئی حوالہ نہیں چھوڑا جس کا جواب عرض نہ کر دیا ہو- (باب جنت 276) کیسا جھوٹ ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ انہوں نے مان لیا ہے کہ حضرت علیؓ نے قبور مشرکین کے متعلق حکم دیا تھا اور یہ حکم مسلمین کی قبور کے متعلق نہیں تھا ورنہ اگر انہیں اعتراض ہوتا تو کچھ نہ کچھ تو لکھتے لفظ "مردود ہے" ہی لکھ دیتے جیسا کہ ان کی اکثر عادت ہے کہ نصوص

حوالہ جات سے گھبرا کر یہ لفظ جگہ جگہ لکھ دیتے ہیں۔

اعتراض نمبر 4:- اس کے بعد سرفراز صاحب راہ سنت پر لکھتے ہیں کہ مفتی صاحب کی یہ تحقیق بھی قابل داد ہے کہ قبر کے ساتھ فوٹو کا ذکر ہے اور مسلمان کی قبر پر فوٹو کہاں؟ سبحان اللہ گویا مفتی صاحب نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ فوٹو اور قبر ایک ساتھ ہوں حالانکہ قبروں کے مٹانے کا حکم الگ ہے اور تصویروں کے مٹانے کا حکم جدا ہے وہ جہاں بھی ہوں ان کو مٹا دینا چاہیے۔ چنانچہ نسائی شریف میں اسی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں وہ صورۃ فی بیت کسی گھر میں کوئی تصویر اور فوٹو نہ چھوڑنا۔

الجواب:- مولوی سرفراز نے اس کے علاوہ جو توجیہیں مفتی صاحب کی ہیں ان کا جواب نہیں دیا جن سے ثابت ہو گیا ہے کہ حکم مشرکین کی قبروں سے متعلق تھا۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ خود مولوی سرفراز کا دل بھی اس بات کو مانتا ہے لیکن ملا آں باشد چپ نہ شود پھر بھی چوں چراں کرتے ہیں یہ اعتراض محض لغو ہے کہ قبروں کے متعلق الگ حکم ہے اور تصویروں کے متعلق الگ حکم۔ کیونکہ اسے تو ہم بھی مانتے ہیں تصویر جہاں بھی ہو مٹا دینی چاہیے لیکن حوالہ میں قبر اور فوٹو کا ذکر ہے اس لیے یہاں فوٹو کا ذکر خاص قبر کے ساتھ اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں ان تصویروں کے متعلق حکم ہے جو قبور کے ساتھ ہوتیں تھیں اور سوائے مشرکین کے اور کسی کی قبر پر میت کا فوٹو نہیں ہوتا ہے اس لیے بھی مشرکین کی قبور کے متعلق ہی حضرت علیؓ کا حکم ہے اور سرفراز کو بھی اس سے انکار نہیں ہے۔ ان اعتراضات کے علاوہ اور کوئی توجہ طلب اعتراض نہیں ہے جس کا جواب دیا جائے۔

لطیفہ پر لطیفہ

سرفراز صاحب راہ سنت ص 182 پر لکھتے ہیں۔

نوٹ:- قبروں پر قبوں اور گنبدوں کا گرانا صحیح احادیث اور اقوال فقہا سے ثابت ہے۔ مگر یہ بات اچھی طرح ملحوظ خاطر رہے کہ یہ کام سلطان اسلام اور اسلامی حکومت کا ہے انفرادی طور پر افراد کا کام نہیں ہے اس لیے عوام کو قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی ہرگز گنجائش نہیں۔

جناب مفتی اقتدار صاحب راہ جنت ص 88 پر لکھتے ہیں کہ مولانا آپ کا یہ فرمان کس آیت وحدیث سے مستنبط ہے کہ قبے وگنبد وغیرہ حکومت ڈھائے دوسرا نہ ڈھائے۔ حکومت کی قید کہاں سے لگی پھر فرماتے ہیں کہ مولانا کی ہمت قلم وزبان میں تو بہت زور ہے مگر بزدلی کا یہ عالم ہے کہ اپنے فتوے پر عمل کرتے ہوئے دل گھٹتا ہے کہ اگر کسی نے اپنے فعل کی ذمہ داری مجھ پر ڈال دی تو دھر لیا جاؤں گا اور قانونی گرفت سے بچنے کے لیے مندرجہ بالا عبارت تحریر فرمادی۔ محصلہ

جناب سرفراز صاحب جواب میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے وقت میں حضرت علیؓ کو اور پھر حضرت علیؓ نے اپنے ایک افسر کو قبریں ڈھانے کا حکم دیا تھا اس لیے یہ حکومت کا کام ہے۔ پھر مختلف جرم گنوا کر کہتے ہیں کہ مفتی صاحب ہی فرمائیں کہ انہوں نے کتنے مجرموں کو سزا دی ہے پھر فرماتے ہیں کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے تو انہوں نے کتنے مرتدوں کو قتل کر کے ثواب حاصل کیا ہے۔ محصلہ

الجواب :- قارئین کرام یہ پوری طرح ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے افسر کو مشرکین کی قبریں ڈھانے کے لیے بھیجا تھا نہ کہ مسلمین کی قبروں کے متعلق حکم تھا۔ جس کا جواب سرفراز صاحب کے پاس نہیں ہے۔ قطع نظر اس کے اس روایت میں تو قبریں ڈھانے مجسمہ اور فوٹو مٹانے کا ذکر ہے دیکھئے الفاظ یہ ہیں۔ صرف ترجمہ نقل ہے۔

مجھے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ کیا تجھے میں اس کام کے لیے بھیجوں جس کے لیے آنحضرت ﷺ نے مجھے بھیجا تھا۔ وہ یہ کہ کوئی فوٹو اور مجسمہ مٹائے بغیر نہ چھوڑنا اور کوئی اونچی قبر نہ چھوڑنا مگر یہ کہ اس کو برابر کر دینا۔

سرفراز صاحب ہی بتائیں کہ کیا فوٹو اور مجسمہ کا معنی قبہ وگنبد ہے یا اونچی قبر کا مطلب ہے کہ کوئی گنبد یا قبہ نہ چھوڑنا۔ روایت میں تو کوئی ایسا لفظ ایسا نہیں ہے جس سے یہ مطلب نکلتا ہو کہ گنبد وقبہ مٹا دینا اور تمہیں اپنے الفاظ تو یاد ہی ہوں گے وہ یہ ہیں قبروں پر قبے اور گنبدوں کا گرانا صحیح احادیث اور اقوال فقہا کرام سے ثابت ہے مگر یہ بات اچھی طرح ملحوظ خاطر رہے کہ یہ کام سلطان اسلام اور اسلامی حکومت کا کام ہے الخ راہ سنت ص 182

دیکھئے آپ نے تو لکھا ہے قبر پر گنبد و قبے ڈھانا اسلامی حکومت کا کام ہے محلہ لیکن روایت میں کیا آپ کوئی ایسا لفظ دکھا سکتے ہیں جس کا مطلب یہ ہو کہ حضرت علیؓ نے اپنے افسر کو گنبد و قبے مٹانے کے لیے بھیجا ہے اور روایت میں تو صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت علیؓ نے اس لیے بھیجا تھا کہ کوئی فوٹو اور مجسمہ نہ چھوڑنا اور نہ کوئی اونچی قبر چھوڑنا مگر یہ کہ اس کو برابر کر دینا۔ اور یہ تو ثابت ہی ہو چکا ہے کہ یہ حکم قبور مشرکین کے متعلق تھا مجرموں وغیرہ کے لیے صاف حکم ہے کہ یہ حکومت اسلامیہ کا کام ہے۔

تفسیر روح البیان پر اعتراض اور اس کا جواب

قارئین کرام آپ دیکھ چکے ہیں کہ ایک ایسا مسئلہ جس کا اقرار تمام علماء امت کو ہے سرفرا صاحب محض سینہ زوری سے بغیر کسی دلیل کے اس کو ماننے پر تیار نہیں۔ ان کے نزدیک وہ تمام وہمی تھے جس کی مثال گزر چکی کہ کبھی علامہ شامی کو وہمی کہتے ہیں دیکھئے باب جنت اور کبھی ملا علی قاریؒ کو وہمی کہتے ہیں۔ تو ان کے نزدیک تمام آئمہ سلف تو وہمی ہو گئے اور یہ جناب آج چودھویں صدی کی پیداوا ہیں ان کو عقل ان سے زیادہ ہے قول رسول ﷺ کو یہ اچھی طرح سمجھتے ہیں بخلاف جمہور کے۔ لعنت ہے ایسی عقل پر اور تف ہے ایسی ضد پر جو اپنے مشائخ امت کی بات بھی نہیں مانتی۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مولوی صاحب کے نزدیک مشائخ امت نے قرآن وحدیث غلط سمجھا ہے جبھی تو ان کو وہمی بتا رہے ہیں۔ معاذ اللہ۔ مولوی سرفراز عموماً تفسیر روح البیان پر بھی اعتراض کرتے ہیں دیکھئے راہ سنت ص 123 پر لکھتے ہیں۔ کہ صاحب تفسیر روح البیان کا قول سرے سے قابل التفات نہیں اور یہ تو صوفی مزاج مفسر ہیں جنہوں نے رطب ویابس اپنی تفسیر میں جمع کر دیا ہے میں پوچھتا ہوں کہ سرفراز صاحب تمہارے نزدیک معتبر کون ہے؟ نہ علامی شامیؒ نہ علامہ طحطاویؒ نہ ملا علی قاری وغیرہ تو اور کون ہے جو معتبر ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ آپ کا مذہب ہی ایسا ہے جس کی کوئی بھی تائید نہیں کرتا اور آپ یک قلم تمام آئمہ کرام کے اقوال کو باطل اور مردود کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صاحب تفسیر روح البیان پر اعتراض کرتے ہیں کہ انہوں نے تمہارے نجدی مذہب کے پرخچے آڑائے ہیں۔ آیئے قارئین دیکھئے

ہیں کہ ایسی کون سی وجہ ہے کہ سرفراز صاحب تفسیر روح البیان سے چڑتے ہیں۔
صاحب تفسیر روح البیان جلد تین میں لکھتے ہیں۔

فبناء قباب علیٰ قبور العلماء والا ولیاء والصلحاء امر جائز اذاکان القصد بذالک التعظیم فی اعین العامة حتی لا یحتقروا صاحب هذالقبر

ترجمہ :- علماء اولیاء صالحین کی قبروں پر عمارات بنانا جائز کام ہے جب کہ اس سے مقصود لوگوں کی نگاہوں میں عظمت پیدا کرنا ہو تاکہ لوگ قبر والے کو حقیر نہ جانیں۔

قارئین کرام کو مولوی سرفراز کے صاحب تفسیر روح البیان سے چڑنے کی اصل وجہ سمجھ میں آگئی ہو گی ورنہ اگر کہیں بظاہر بھی انہیں اپنے مذہب کے حق میں کوئی قول صاحب تفسیر روح البیان کا مل جاتا تو پھر یہی امام المفسرین بن جاتے اور یہ بات کوئی صاحب تفسیر روح البیان نے نئی نہیں کی بلکہ فقہا احناف بھی اسے مانتے ہیں جس کی تصریح گزر چکی ہے اس کے بعد تو صاحب تفسیر روح البیان نے کمال ہی کر دیا۔
سورۃ فتح زیر آیت اذیبا یعونک تحت الشجرہ کے تحت فرماتے ہیں کہ بعض مغرور لوگ کہتے ہیں چونکہ آج کل لوگ اولیاء اللہ کی قبروں کی تعظیم کرتے ہیں۔ لہذا ہم ان قبروں کو گرائیں گے تاکہ یہ لوگ دیکھ لیں کہ اولیاء اللہ میں طاقت نہیں ہے ورنہ اپنی قبروں کو بچالیتے فرماتے ہیں۔

فاعلم ان هذا الضیع کفر صراح خوذ من قول فرعون ذرونی اقتل موسیٰ ولیدع ربه الخ

ترجمہ :- تو جان لے کہ یہ کام خالص کفر ہے۔ فرعون کے اس قول سے ماخوذ ہے کہ چھوڑ دو مجھ کو میں موسیٰ کو قتل کروں وہ اپنے خدا کو بلالے اب مولوی سرفراز اور ان جماعت کانوں میں روئی کیوں نہ دے لے۔ آخر ایسے حوالہ جات ان میں سننے کی طاقت ہے ہی کہاں پھر سرفراز کا لکھنا کہ یہ صوفی مزاج مفسر کی تفسیر ہے۔ تو میں پوچھتا ہوں کیا صوفی ہونا گناہ ہے۔ کیا صوفی بغیر علم ہی بن جاتا ہے کیا صاحب تفسیر روح البیان نے بغیر علم کے تفسیر لکھ دی۔ مشائخ امت پر طعن کرنا تمہیں اور تمہاری جماعت کو مبارک ہو ہم تو ان کے نقش قدم پر چلیں گے کیونکہ ان کا راستہ وہی ہے جو کہ حضور ﷺ نے بتایا ہے۔ آپ اپنی مرضی سے اپنا الگ راستہ بنالیں۔ وہ تمہیں مبارک۔ خود آپ

کی جماعت کے پیشہ ور مناظر مولوی منظور نے اس بات کو مانا ہے کہ علماء دیوبند کا مسلک سلف وصالحین کے خلاف ہے۔ لکھتے ہیں۔ حضرت علمائے فرنگی محل لکھنؤ حضرت مولانا عین القضاۃ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مولانا معین صاحب اجمیری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا سجاد صاحب بہاری مرحوم جیسے بہت سے علمائے کرام اور علمی سلسلوں اور خاندانوں کا نام لیا جا سکتا ہے۔ ان حضرات کا مسلک حضرات علمائے دیو بند سے مختلف تھا۔ فیصلہ کن مناظرہ۔ صاف معلوم ہوا کہ دیو بندیوں کا مسلک سلف وصالحین کے مسلک کے خلاف ہے اور اہل سنت والجماعت طبقہ بریلی حق پر ہیں۔

گنبد خضراء

علماء اہل سنت والجماعت یہ دلیل گنبد وغیرہ کے جواز میں پیش کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں دفن کیا گیا اور کسی صحابی نے انکار نہ کیا اس سے ثابت ہوا کہ قبور اولیاء پر قبہ وگنبد وغیرہ بنانا نا جائز ہے۔ مولوی سرفراز صاحب اس کے جواب میں موطا امام مالک اور شمائل کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ (صرف ترجمہ نقل ہے)

"بعض لوگوں نے کہا کہ آپ کو منبر کے پاس دفن کیا جائے اور بعض دوسروں نے کہا آپ کو جنت البقیع کے قبرستان میں دفن کیا جائے اتنے میں حضرت ابو بکرؓ تشریف لائے اور انہوں نے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے نبی صرف اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جس میں ان کی وفات ہوتی ہے سو اسی جگہ آپ کی قبر کھو دی گئی۔" بلفظہ

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ لہٰذا اس حدیث کی رو سے آپ کو وہیں دفن کیا گیا باقی حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بالتبع وہاں دفن ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اگر وہ کہیں اور دفن ہوتے تو صحابہ ہرگز ان کی قبور پر عمارت تعمیر نہ کرتے۔ کیونکہ ہزاروں صحابہ کرام نے وفات پائی مگر کسی کی قبر پر عمارت نہ تعمیر ہوئی صدیوں بعد ترکوں نے یہ فعل کیا۔ پھر ایک المناک واقعہ پیش آیا جس کے تحت سلطان نورالدین زنگی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے ارد گرد نہایت گہری دیوار میں سیسہ اور رانگ گلا کر اس اس کو بھر دیا۔ سلطان قلاؤن صالحی نے یہ گنبد سبز بنوایا جو اب تک موجود ہے۔ اس لیے تمام

قبوں قبروں کی عمارات کو آنحضرت ﷺ کے روضہ مبارک پر قیاس کرنا درست نہیں ہے محصلہ راہ سنت ص 181'182

الجواب:۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ لمبی چوڑی عبارت لکھ کر مولوی سرفراز نے کون سا قلعہ فتح کر لیا ہے کیونکہ حوالہ میں تصریح ہے کہ نبی کو اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جہاں ان کی وفات ہو۔ اس میں جگہ کی تخصیص ہے نہ کہ یہ بھی ہے کہ عمارت اگر ہو تو اسے بھی ویسے کا ویسا ہی رہنا چاہیے۔ اس لیے اگر قبر خاص پر عمارت ممنوع ہوتی تو صحابہ کرام حجرہ کو گرا دیتے اور جہاں نبی کریم ﷺ فوت ہوئے تھے وہیں دفن فرما دیتے اور ہمارا یہی اعتراض ہے کہ صحابہ کرام نے اس حجرہ پر کوئی اعتراض نہ کیا اس لیے قبور خاص پر عمارت بنانا ثابت ہے۔ اعتراض کو آپ چھوتے بھی نہیں اور ادھر ادھر کی ہانک کر حواریوں میں یوں اکڑتے ہیں جیسے پتہ نہیں کیا کر دیا ہوا۔ اور اس کا تو آپ کو بھی اقرار ہے کہ پانچویں صدی میں سلطان نور الدین نے خاص مقصد کے تحت ارد گرد دیوار بنائی اور چھٹی صدی میں سلطان قلاؤن صالحی نے یہ گنبد سبز بنایا۔ تو اس گنبد پر جب کسی نے اعتراض نہ کیا تو اس سے ثابت ہوا کہ قبور اولیاء پر یہی کام کرنا جائز ہے اور وہ بھی خاص مقصد کے تحت جیسا کہ ائمہ کرام کی تصریحات گزر چکی ہیں کیونکہ گنبد سبز حضور علیہ السلام کے پانچ چھ سو سال بعد بنا تھا اور یہ گنبد عمارت خاص حضور ﷺ سے خاص نہیں کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ بھی اسی میں دفن ہیں اور حضرت عیسیٰ بھی یہیں دفن ہوں گے لیکن کسی کی قبر پر قبہ یا عمارت نہ بنائی گئی اس لیے اگر حضرت صدیقؓ وحضرت فاروقؓ کو کہیں اور دفن کیا جاتا تو ہرگز عمارت یا قبہ نہ بنایا جاتا۔ میں کہتا ہوں پیچھے صراحتا" گزر چکا ہے کہ صحابہ کرام کی قبور پر قبے وغیرہ بنائے گئے۔ منتقےٰ شرح موطا امام مالک میں ہے (صرف ترجمہ نقل ہے) حضرت عمرؓ نے زینت بنت جحش کی قبر پر قبہ بنایا یا حضرت عائشہ نے اپنے بھائی عبدالرحمن کی قبر پر قبہ بنایا۔ محمد بن حنفیہ ابن حضرت علیؓ نے حضرت عباس کی قبر پر قبہ بنایا الخ۔ ازجاء الحق ص 293

لو اب تو ثابت ہو گیا کہ قبے بنانا جائز ہے اوز قارئین کرام سے مخفی نہیں اس روایت کا جواب مولوی سرفراز کے پاس نہیں ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ :- مولوی سرفراز صاحب باب جنت ص 33 پر لکھتے ہیں کہ راہ سنت پر یہ با حوالہ بحث موجود ہے کہ عام قبوں اور گنبدوں پر آنحضرت ﷺ کے گنبد خضراء کا قیاس کر کے ڈھانا درست نہیں اس کی ضروری تشریح راہ سنت میں مذکور ہے لیکن مفتی صاب لکھتے ہیں کہ مولوی سرفراز کے فتوئی کا نتیجہ ہے کہ روضہ رسول ڈھا دینا واجب ہے کہ یہ بھی قبر پر قبہ ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ مفتی صاحب کا یہ الزام ہے محصلہ

الجواب :- سرفراز صاحب آپ نے جو تشریح مرقوم کی ہے اس کی خامیاں تو آپ پر واضح ہو چکی ہوں گی مفتی صاحب کا یہ کہنا بالکل ٹھیک ہے کہ اس فتوئی کا یہ نتیجہ ہے کہ روضہ رسول ﷺ کا ڈھانا درست ہے کیونکہ یہ بھی قبر پر قبہ ہے کیونکہ آپکی جماعت کی کتاب میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔ چنانچہ مفتی عزیز الرحمن مفتی دارلعلوم دیوبند سے سوال کیا گیا۔ سوال یہ ہے۔

سوال۔ بعض تمثیلاً" کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے روضے پختہ بنے ہوئے ہیں یہ کیسے درست اور جائز ہے بالتشریح و تفصیل جواب تحریر فرمائیے۔ دیکھئے اس کا جواب کیا ملتا ہے۔

الجواب۔ قبور پر گنبد اور فرش پختہ بنانا ناجائز اور حرام ہے بنانے والے جو اس فعل سے راضی ہوں گناہ گار ہیں الخ۔ بندہ عزیز الرحمن مفتی دارلعلوم دیو بند (فتاوئی دیوبندی جلد اول ص 14 سطر 5_ ماخوذ از رسالہ دیوبندی مذہب۔ سرفراز صاحب اب آپ ہی بتائیں مفتی صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ نہیں۔ آپ میں سے اور مفتی دیو بند میں سے کون سا سچا ہے۔

مرید سادہ تو رو رو کے ہو گیا تائب
خدا کرے کہ ملے شیخ کو بھی یہ توفیق

باب نمبر2

بحث قبروں پر چراغ روشن کرنا

اس بحث کو شروع کرنے سے پہلے قارئین کرام کو مسلک اہل سنت والجماعت طبقہ بریلوی سمجھ لینا چاہیے تاکہ مسلک الجمہور سمجھنے میں آسانی ہو اور یہ واضح ہو جائے کہ مسلک سلف صالحین کے حق میں کون سی جماعت ہے اور سلف صالحین کے مخالف کون سی جماعت ہے اہل سنت والجماعت کہتے ہیں۔

1- قبروں پر چراغ جلانا مطلقاً" ممنوع وناجائز نہیں۔ ممنوع تو جب ہے کہ قبور عوام پر بے غرض وبے فائدہ روشنی کی جائے

2- یا قبروں پر جلانے سے تعظیم قبور یا زینت قبور مقصود ہو۔

3- اگر کسی مصلحت اور فائدے کے لیے ہو تو جائز مستحسن ہے مثلاً" قبرستان میں کوئی مسجد ہو یا مسجد میں قبریں ہوں کہ نمازیوں کو آرام اور مسجد بھی روشن اور قبروں پر بھی اجالا یا قبریں سر راہ ہوں کہ چراغ جلانے سے روشنی کرنے سے راہ گیروں کو بھی نفع اور اموات کو بھی فائدہ کہ مسلمان قبریں دیکھ کر سلام کریں گے فاتحہ پڑھیں گے یا قبرستان میں کوئی رہتا ہو۔ بیٹھا ہو۔ زیارت قبور وایصال ثواب کے لیے آیا ہو روشنی سے آرام پائے گا۔ قرآن عظیم دیکھ کر پڑھ سکے گا۔ یا قبرستان میں کسی ولی اللہ یا محققین میں سے کسی کا مزار ہو اور اس کے پاس روشنی ہو تاکہ لوگ کسی ولی اللہ کا مزار جان کر اس کی عزت کریں اس کے پاس آکر اللہ سے دعا کریں اس سے تبرک حاصل کریں۔ اس کے پاس کوئی بے ادبی وگستاخی نہ کریں کہ اولیاء کرام کے دربار میں بے ادبی نہ کریں کہ اولیائے کرام کے دربار میں بے ادبی گستاخی نہایت شنیع گناہ ہے۔ از اصلاح بہشتی زیور مصنفہ مولوی حشمت علی بریلوی۔

قارئین کرام یہ ہے ہمارا دعویٰ اور یہی سلف وصالحین کا مسلک ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ثبوت پیش کا جائے گا۔ سب سے پہلے ایک اعتراض جو عموماً" پیش کیا جاتا ہے اس کا

جواب کتاب جاء الحق سے دیا جائے گا پھر اس پر جو اعتراضات وارد ہوئے ان کی خامیاں بتائی جائیں گی انشاء اللہ۔ مولوی سرفراز صاحب راہ سنت ص 182 پر لکھتے ہیں کہ قبور پر چراغ وقندیل اور موم بتی جلانے کی شریعت اسلامی میں کوئی اصل نہیں ہے اور شریعت حقہ اس قبیح حرکت سے نہایت ہی سخت بیزار ہے چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ (صرف ترجمہ نقل ہے اور یہ ترجمہ مولوی سرفراز کا ہی ہے) آنحضرت ﷺ نے قبروں کو زیارت کرنے والی عورتوں پر اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والوں پر اور ان پر چراغ روشن کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ بلفظہ

الجواب :- مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی مدظلہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جو قبر پر چراغ جلانے کی ممانعت ہے وہ اسی کی ہے جو بے فائدہ ہو چنانچہ حاشیہ مشکوۃ میں اسی حدیث کے ماتحت ہے۔

والنهی عن اتخاذ السرج لما فيه من تضييع المال

ترجمہ :- قبروں پر چراغ جلانے سے اس لیے ممانعت ہے کہ اس میں مال برباد کرنا ہے۔ اسی طرح مرقات شرح مشکوۃ وغیرہ نے تصریح فرمائی۔ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ جلد دوم صفحہ 429 مصری میں اس حدیث کو ذکر کر کے فرماتے ہیں۔ ای الذین

یوقدون السرج علی قبور عبثاً من غیر فائدہ۔

ترجمہ :- ان لوگوں پر لعنت فرمائی جو کہ قبروں پر بے فائدہ عبث چراغ جلاتے ہیں

مشکوۃ باب الدفن میں ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل لیلاً فاسرج لہ بسراج ترجمہ :- نبی کریم ایک شب دفن میت کے لیے قبر میں تشریف لے گئے تو آپ کے لیے چراغ جلایا گیا۔ دوم یہ کہ حدیث میں ہے والمتخذین علیھا المسجد والسرج۔ حضور علیہ السلام نے ان پر لعنت فرمائی جو قبروں پر مسجد بنائیں اور چراغ جلائیں ملا علی قاریؒ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی ودیگر شارحین اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ کہ خود قبر پر مسجد بنانا کہ قبر کی طرف سجدہ ہو یا قبریں فرش مسجد میں آجائے یہ منع ہے لیکن اگر قبرں کے پاس مسجد ہو برکت کے لیے تو جائز ہے یعنی اس جگہ انہوں نے علی

کو اپنے حقیقی معنی پر رکھا جس سے لازم آیا کہ خود تعویذ قبر پر چراغ جلانا منع ہے۔ لیکن اگر قبر کے ارد گرد ہو تو وہ قبر پر نہیں۔ لہٰذا جائز ہے۔ جیسے ہم گنبد کی بحث میں لکھ چکے ہیں۔ نیز حدیقہ ندیہ میں علامہ نابلسی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

المتخذین علیہا ای علی القبور یعنی فوقہا۔ یعنی خاص قبروں کے اوپر اور وجہ اسی کی یہ ہے کہ چراغ آگ ہے اور آگ کا قبر پر رکھنا برا ہے اس لیے خاص قبر میں لکڑی کو تختہ لگانے کو فقہا منع فرماتے ہیں کہ اس میں آگ کا اثر ہے۔ لیکن اگر لکڑی قبر کے پاس پڑی ہو وہ منع نہیں تو چراغ کی ممانعت آگ ہونے کی وجہ سے ہے نہ کہ تعظیم قبر کے لیے۔ نیز یہاں ایک ہی علیٰ ہے اور ذکر مسجد کا اور چراغ کا۔ مسجد کے لیے تو آپ علیٰ کے حقیقی معنی مراد لیں یعنی خاص قبر کے اوپر اور چراغ کے لیے مجازی یعنی قبر کے قریب۔ تو حقیقت اور مجاز کا اجتماع لازم ہو گا اور یہ منع ہے۔ لہٰذا دونوں جگہ حقیقی معنی مراد ہیں مرقات میں علامہ علی قاری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

فید علیہا یفید وان اتخاذ المسجد بجنبہا لا باس بہ

ترجمہ :- اوپر کی قید لگائی جس سے معلوم ہوا کہ قبر کے برابر مسجد بنانے میں حرج نہیں۔

لفظ علیٰ سے ثابت کیا کہ قبر کے برابر مسجد جائز۔ اسی طرح لفظ علیٰ سے یہ بھی نکلا کہ قبر کے برابر چراغ جائز۔ نیز یہ کہ ہم گنبد کی بحث میں شامی اور دیگر کتب کے حوالہ سے لکھ چکے ہیں کہ بہت سی باتیں زمانہ صحابہ کرام میں منع تھیں مگر اب مستحب روح البیان پارہ 10 سورہ توبہ زیر آیت۔ انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ ہے (صرف ترجمہ نقل ہے۔ یعنی احیاء العلوم میں امام غزالی نے فرمایا کہ اس زمانہ کے ست سے مستحبات صحابہ کرام کے زمانہ میں نا جائز تھے مشکوٰۃ کتاب الامارۃ باب مأعلی لولاۃ میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تھا کہ کوئی مسلمان حاکم خچر پر سوار نہ ہو اور چپاتی روٹی نہ کھائے اور باریک کپڑا نہ پہنے اور دروازہ کو اہل حاجت سے بند نہ کرے ور فرماتے تھے۔ (صرف ترجمہ نقل ہے) اگر تم نے ان میں سے کچھ بھی کیا تو تم کو زا دی جاوے گی اسی مشکوٰۃ باب المساجد میں ہے۔ ما امرت بتشیید المساجد۔

مجھ کو مسجدیں اونچی بنانے کا حکم نہ دیا گیا اس کے حاشیہ میں ہے۔ ای با علاء بناء ھا وتزینھا یعنی مسجدیں اونچی بنانے اور ان کو آراستہ کرنے کا حکم نہیں اسی مشکوۃ میں ہے صرف ترجمہ نقل ہے عورتوں کو مسجد سے نہ روکو قرآن میں زکوۃ کے معرف آٹھ میں ہیں یعنی مولفۃ القلوب بھی زکوۃ کا معرف ہے لیکن عہد فاروقی سے صرف سات معرف رہ گئے۔ مولفۃ القلوب کو علیحدہ کر دیا گیا (دیکھو ہدایہ وغیرہ) کہیئے اب بھی ان پر عمل ہے؟ اب حکام اگر معمولی حالت میں رہیں۔ ان کا رعایا پر رعب نہیں ہو سکتا اگر کفار کے مکانات اور مندر اونچے ہوں مگر اللہ کا گھر مسجد نیچی اور کچی اور معمولی ہو تو اس میں میں اسلام کی توہین ہے۔ اگر عورتیں مسجد میں جاویں تو صدہا خطرات ہیں۔ کسی کافر کو زکوۃ دینا جائز نہیں یہ احکام کیوں بدلے؟ اس لیے کہ ان کی علتیں بدل گئیں۔ اس وقت بغیر ظاہری زیب وزینت کے مسلمانوں کے دلوں میں اولیاء اللہ اور مقابر کی عزت وحرمت تھی۔ لہذا زندگی موت ہر کام میں سادگی تھی اب دنیا کی آنکھیں ظاہری ٹیپ ٹاپ دیکھتی ہیں۔ لہذا اس کو جائز قرار دیا گیا۔ چنانچہ پہلے حکم تھا کہ مزارات پر روشنی نہ کرو اب جائز قرار پایا۔ تفسیر روح البیان میں زیر آیت انما۔ حمر مساجد اللہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کے مینارہ پر ایسی روشنی کی تھی کہ بارہ میل مربع میں عورتیں اس کی روشنی میں چرخہ کاتتی تھیں اور بہت ہی سونے چاندی سے اسے آراستہ کیا تھا۔ ازجاء الحق ص 303، 305

تحریر ھذا پر اعتراضات کا جواب

اعتراض نمبر 1:- مولوی سرفراز صاحب راہ سنت ص 182 پر لکھتے ہیں ظاہر ہے جس کام پر سردار دو جہاں ﷺ نے لعنت کی ہو وہ کسی وقت بھی مستحب نہیں ہو سکتا۔ نہ اس کے اندر کوئی فائدہ اور خوبی ہو سکتی ہے اور نہ ضرورت اور غیر ضرورت کا معنوی پیوند لگ سکتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ مفتی احمد یار خان صاحب یا کوئی اور بدعت پسند اس میں خانہ ساز فوائد اور منافع بتانا شروع کر دے محصلہ

الجواب:- سرفراز صاحب ذرا ایمانداری سے بتائیں کیا یہ جواب ان مدلل حوالہ جات کا ہے جو مفتی صاحب نے پیش کئے ہیں میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کیا حدیث

کو تم اپنی عقل سے سمجھنا چاہتے ہو یا شارحین حدیث کی مدد سے۔ اگر اپنی عقل سے سمجھنا چاہتے ہو تو تمہیں یہ عقیدہ جو کہ سلف وصالحین کے خلاف ہے مبارک ہو اگر شارحین حدیث کے اقوال کی مدد سے سمجھنا چاہتے ہو تو آیئے سمجھئے۔

اثر کرے نہ کرے سن تو لے میری فریاد
نہیں ہے داد کا طالب یہ بندہ آزاد

کیا جاء الحق میں آپ کو علامہ نابلسی کی یہ تشریح لکھی نظر نہ آئی تھی کہ علامہ نابلسی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

ای الذین یوقدون السرج علے القبور عبثا من غیر فائدہ

ترجمہ:- ان لوگوں پر لعنت فرمائی جو کہ قبروں پر بے فائدہ عبث چراغ جلاتے ہیں سرفراز صاحب پتہ چلا کہ نہیں کہ آپ کی پیش کردہ حدیث میں جن چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی وہ وہ لوگ ہیں جو کہ بے فائدہ وعبث چراغ جلاتے ہیں۔ دیکھو شارحین حدیث کیا کہہ رہے ہیں اور تم کدھر جارہے ہو اس کے بعد علامہ ممدوح کی مزید تشریح بھی سن لیجئے ص 429 حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں۔

اخراج الشموع الی القبور بدعة واتلاف مال کذافی البزازیہ وھذا کلہ اذاخلا عن فائدة واما اذا کان موضع القبور مسجد لوعلے طریق لوکان ھناک احد جالسا لوکان قبرولی من الاولیاء لوعالم من المحققین تعظیما" للوحہ اعلاماللناس انہ ولی یتبرکوبہ ویدعواللہ تعالٰے عندہ فیستحاب لھم فھوامر جائز۔از جاء الحق ص 300

ترجمہ:- قبروں پر چراغ لے جانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا جب ہے جب کہ بے فائدہ ہو اسی طرح بزازیہ میں ہے اور اگر قبر کی جگہ مسجد ہو یا قبر راستہ پر ہو یا وہاں کوئی بیٹھا ہو یا کسی ولی اللہ یا کسی محقق عالم کی قبر ہو تو ان کی روح کی تعظیم کے لیے اور لوگوں بتانے کے لیے کہ یہ ولی کی قبر ہے تاکہ لوگ اس سے برکت حاصل کریں اور وہاں اللہ سے دعائیں کریں تو چراغ جلانا جائز ہے اب کوئی پوچھنے والا ہو تو اس نجدی زادہ سے پوچھے کہ صرف تو ہی حدیث کو سمجھا ہے۔ کیا ملا علی قاریؒ اور علامہ

نابلسیؒ نے بدعت کو رائج کیا ہے۔ اگر یہ حضرات بدعتی تھے تو آپ کے ساتھ کون رہ گیا مفتی صاحب مدظلہ کوئی گھر سے فائدہ بے فائدہ کی قید نہیں لگا رہے بلکہ سلف صالحین نے یہ قید لگائی ہے اور تم کتنی بے شرمی سے لوگوں کے دلوں میں ڈال رہے ہو کہ مفتی صاحب ایسا فرما رہے ہیں۔ اب مولوی سرفراز کو سمجھ آگئی ہوگی ہو کہ ضرورت و غیر ضرورت کا پیوند علامہ نابلسیؒ نے لگایا ہے نہ کہ مفتی صاحب مدظلہ نے۔ مفتی صاحب تو محض ناقل ہیں آپ کا اصل اعتراض سلف وصالحین پر ہے نہ کہ مفتی صاحب پر ہے اور قارئین کرام بھی اسے اچھی طرح جان چکے ہوں گے اب مزے دار بات تو جب ہے کہ خود مولوی سرفراز کی ایسی تحریر پیش کر دی جائے جس میں وہ خود ضرورت و غیر ضرورت کے پیوند کو مانتے ہیں۔ تو قارئین کرام سنیے۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد صاحب نے مولوی سرفراز سے یہ پوچھا تھا کہ نجدی حکومت جو آج روضہ اقدس پر نہایت شاندار روشنی کرتی ہے کیا وہ مشرک مرتد ہیں □ تو جناب سرفراز صاحب اس کے جواب میں باب جنت ص 253 پر فرماتے ہیں۔

رہا روضہ اقدس پر روشنی کرنا تو ہم بعض مجبوریوں کی وجہ سے ابھی تک حج اور روضہ اقدس کی حاضری کے لیے ترس رہے ہیں اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے ہمیں بھی وہاں لے جائے۔ یہ شاندار روشنی اگر تو مسجد نبوی میں نمازیوں کی ضرورت کے لیے ہے تو درست ہے یا رات کو روضہ اقدس پر حاضر ہو کر سلام کرنے والوں کی ضرورت کے لیے ہے تب بھی درست ہے الخ۔

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

اب مولوی سرفراز صاحب ہی بتائیں کہ جب آپ کے نزدیک علماء اہل سنت وسلف وصالحین ضرورت وغیر ضرورت کا سوال اٹھاتے ہیں تو آپ فوراً پکار اٹھتے ہیں کہ "ظاہر ہے جس کام پر سردار دو جہاں ﷺ نے لعنت کی ہو وہ کسی وقت اور کسی حیثیت سے جائز اور مستحب نہیں ہو سکتا اور نہ اس کے اندر کوئی فائدہ اور خوبی ہو سکتی ہے اور نہ ضرورت غیر ضرورت کے معنوی پیوند لگ سکتے ہیں الخ راہ سنت ص 182

لیکن اب خود ہی ضرورت غیر ضرورت کا پیوند لگایا۔ اپنی دونوں عبارتوں کو دیکھو کہ کتنا زمین و آسمان کا فرق ہے خیر آپ مان تو گئے کہ ضرورت کے وقت روشنی کرنا جائز ہے اور راہ سنت کے اسی صفحہ پر آپ کو اپنی عبارت یاد ہو گی کہ لکھا ہے یہ الگ بات ہے کہ مفتی احمد یار خان صاحب یا کوئی اور بدعت پسند اس میں خانہ ساز فوائد اور منافع بتانا شروع کر دے بلفظہ اب سرفراز صاحب خود ہی بتائیں کہ بقول خود بدعت پسند ہوئے کہ نہیں بقول شاعر

رہ منزل میں سب گم ہیں مگر افسوس تو یہ ہے
امیر کارواں بھی ہیں انہیں گم کردہ راہوں میں

بحرحال جو نتیجہ اس سے ثابت ہوا وہ ایک حق کی تلاش کرنے والے کے لیے سمجھنا مشکل نہیں۔ ورنہ ضد کا تو کوئی علاج نہیں ہے۔ علماء اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ قبروں پر بے فائدہ وعبث چراغ جلانا ناجائز و ممنوع ہے کسی ضرورت وغیرہ کے لیے جائز ہے اور اسکی متعدد صورتیں بحوالہ علامہ بابلسی گزر چکی ہیں۔

مولوی سرفراز کہتا ہے اگر قبر پر نمازیوں کی ضرورت کے لیے روشنی کی جائے یا زیارت کرنے والوں کی ضرورت کے لیے کی جائے تو جائز و درست ہے ورنہ نہیں۔ محصلہ حوالہ مذکورہ

اب فیصلہ قارئین کے ہاتھ ہے کہ سمجھ لیں کہ کون سا مکتب فکر حق پر ہے اور کون ہوائے نفسانی کے ہاتھوں تباہی کے گڑھے میں گر رہا ہے۔ بحرحال یہ ثابت ہو گیا کہ جہاں قبور پر روشنی کرنا منع ہے وہاں بے فائدہ وعبث روشنی کرنے کے بارے میں حکم ہے اور جہاں اس کو جائز لکھا ہے وہاں کسی خاص غرض اور فائدے کے بارے میں حکم ہے اور اس سے مولانا سرفراز صاحب کو بھی مجھ سے اتفاق ہے یہ اور بات ہے کہ اپنی ورثہ میں پائی ہوئی ضد پر قائم رہیں۔

اعتراض نمبر 2:- مولوی سرفراز صاحب راہ سنت ص 184 پر لکھتے ہیں کہ اگر اولیاء کرام کی تعظیم و توقیر آنحضرت ﷺ کی حدیث کی خلاف ورزی سے ہوتی ہے اور اگر ان کی محبت لعنت کا کام کرنے سے ہوتی ہے تو ہم بہانگ دھل کہتے ہیں کہ یہ تعظیم

مفتی احمد یار خان صاحب اور ان کے ساتھیوں کے ہی نصیب ہو۔ ہمارے نزدیک خدا تعالیٰ اور اس کے رسول برحق ﷺ کے آگے سر تسلیم خم کرنے سے ہی اولیاء کرام بزرگان دین کی تعظیم ہوتی ہے ملخصہ۔

الجواب :- سرفراز صاحب یہ عبارت ایک غلطی کا نتیجہ ہے اور وہ دور ہو چکی ہے اور خود آپ نے مانا ہے اس لیے اس عبارت کی حقیقت کچھ بھی نہیں رہتی۔ لیکن بحث کو مکمل کرنے کے لیے اس کا جواب لکھتا ہوں۔ سرفراز صاحب آپ کو مشکوۃ شریف کی وہ روایت تو یاد ہو گئی کہ آنحضرت ﷺ ایک رات قبرستان میں میت کے ساتھ گئے جب آپ قبر میں گئے تو آپ کے لیے چراغ روشن کیا گیا۔ آپ کی حدیث کی یہ حدیث تفسیر ہو گئی۔ آپ کی پیش کردہ عبارت کا جواب یہ ہے۔

اگر حضور ﷺ کی تعظیم وتوقیر اولیاء عظام کی دھمی اور بدعتی ثابت کرنے سے ہوتی ہے۔ اور اگر آپ ﷺ کی محبت آپ کی طرف غلط بات منسوب کرنے سے ہوتی ہے جسے تمام علماء امت غلط کہتے ہوں تو ہم بہانگ دہل کہتے ہیں کہ ایسی تعظیم مولوی سرفراز اور اس کے نجدی کنبے کو مبارک ہو ہمارے نزدیک علماء امت کی بات قابل قبول ہے کیونکہ اگر وہ ہی بدعتی ہو گئے تو دین تو بدعتوں کی وجہ سے پھیلا اگر ہم ان کی تعظیم کریں گے تو یہی تعظیم رسول ﷺ کی۔

اتنی بھی کاوش نہ کر میری اسیری کے لیے
تو کہیں میرا گرفتار نہ سمجھا جائے

اعتراض نمبر3:- مولوی سرفراز راہ سنت ص 183 پر لکھتے ہیں کہ پھر یہ کہنا کہ علیٰ کے معنی اوپر کے ہیں لہٰذا قبر کے اوپر چراغ چلانا درست نہیں اگر پاس ہو تو جائز ہے۔ یہ بھی نری جہالت ہے۔ علیٰ کے معنی میں یہ دونوں مفہوم داخل ہیں او کالذی مر علیٰ قریۃ کا معنی کیا مفتی احمد یار خان صاحب یہ کریں گے کہ حضرت عزیر علیہ الصلوۃ والسلام اس بستی میں لوگوں کے مکانوں کی چھتوں پر چڑھتے ہوئے گزرے تھے حدیث معراج میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا فمررت علیٰ موسیٰ۔ میرا گزر حضرت موسیٰ پر ہوا۔ الغرض لفظ علیٰ ارد گرد اور آس پاس کو بھی شامل ہے۔

اس کے بعد ایک دو حوالہ جات اس کی تائید میں ہے کہ علیٰ کے معنی اردگرد وغیرہ ہیں۔

الجواب :- مولوی سرفراز کا یہ اعتراض محض جہالت ہے۔ یا صرف ضد کا نتیجہ ہے۔ علیٰ کے معنی جو آپ نے لکھے کہ اردگرد ہے تو اس سے کون انکار کرتا ہے لیکن یہ معنی مجازی ہیں اور اعلیٰ کے حقیقی معنی اوپر کے ہی ہیں آپ کو بھی اقرار ہے دیکھئے اعتراض میں آپ لکھتے کہ "علیٰ کے معنی میں یہ دونوں مفہوم داخل ہیں" بلفظہ راہ سنت۔ کیا آپ کسی مفسر یا شارح حدیث کا حوالہ دکھا سکتے ہیں کہ آپ کی پیش کردہ حدیث یا آیت کا مطلب بتائے ہوئے علیٰ کا حقیقی معنی مراد لیا ہے؟ حالانکہ مفتی صاحب مدظلہ نے حوالہ جات لکھے ہیں کہ آپ کی پیش کردہ حدیث میں علیٰ کے لفظ کو مفسرین نے حقیقی معنوں میں رکھ کر انکار کیا ہے اور مجازی معنی بتا کر اس کی تشریح کر دی۔ مگر آپ کو کیا۔ آپ نے تو اعتراض کرنا ہے۔ سنیئے مفتی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔" حضور علیہ السلام نے ان لوگوں پر لعنت فرمائی جو قبروں پر مسجدیں بنائیں اور چراغ جلائیں۔ ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی ودیگر شارحین اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ خود قبر پر مسجد بنانا کہ قبر کی طرف سجدہ ہو یا قبر فرش مسجد میں آ جائے یہ منع ہے لیکن اگر قبر کے پاس مسجد ہو کر برکت لے تو جائز ہے یعنی اس جگہ انہوں علیٰ کو اپنے حقیقی معنی پر رکھا جس سے لازم آیا کہ خود تعویذ قبر پر چراغ جلانا منع ہے۔ لیکن اگر قبر کے اردگرد ہو تو جائز ہے۔ ص 304 اس کے بعد مفتی صاحب نے حدیقہ ندیہ کا حوالہ لکھا ہے کہ علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ المتخذین علیھا ای علی القبور یعنی فوقھا

یعنی حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے قبروں پر جو چراغ جلانے و مسجد بنانے پر لعنت کی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قبروں کے اوپر چراغ جلانے اور مسجدیں بنانے والوں پر لعنت فرمائی۔ دوسرا حوالہ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ مرقات میں ملا علی قاری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

فید علیھا یفید ان اتخاذ المسجد بجنبھا لا باس بہ

ترجمہ :- اوپر کی قید لگائی جس سے معلوم ہوا قبر کے برابر مسجد بنانے میں حرج نہیں

لفظ علی سے ثابت کیا کہ قبر کے برابر مسجد جائز- اسی طرح لفظ علی سے قبروں کے برابر چراغ جائز- سرفراز صاحب بتائیں آپ کو تو دعویٰ ہے کہ راہ سنت جاء الحق کا جواب ہے- مجھے بتائیں ان حوالہ جات کا جواب کہاں اور کس صفحے پر ہے- مفتی صاحب مدظلہ عالی نے بات بے دلیل تو نہیں کی تھیں- شارحین حدیث ہی جب یہ کہتے ہیں کہ یہاں علی اپنے حقیقی معنی پر مستعمل ہے تو آپ کون ہوتے ہیں اس پر اعتراض کرنے والے مگر کیا کریں آخر حواریوں کو بھی تو کوئی جواب دینا ہے- آپ کے اعتراض کا مطلب تو یہ ہے-

کہ جب ملا قاری" وشیخ عبدالحق محدث دہلوی" نے کہا ہے کہ علی کے معنی ہیں اوپر جائز اور برابر مسجد جائز تو ملا علی قاری وشیخ محقق اور علامہ نابلسی" جنہوں نے لفظ فوقہا سے صاف تشریح کر دی ہے کہ علی اپنے حقیقی معنی پر مستعمل ہے تو وہ اس آیت کا معنی اوکا الذی مد علی قریتہ اور اس حدیث کا معنی مررت علی موسیٰ کا معنی کیا کریں گے کیا وہ یہ مطلب کریں گے حضرت عزیز علیہ السلام مکان کی چھتوں پر سے گزرے- کتنی بیوقوفانہ بات ہے کہ شارحین حدیث لاکھ کہتے ہیں کہ یہاں علی کا معنی فوقہا یعنی اوپر ہے لیکن سرفراز صاحب ہیں کہ شارحین حدیث پہ چوٹ کرتے ہیں- مگر کیا کریں آخر یہ نہ کریں تو اور کیا کریں آخر شیخ الحدیث دیوبند ہوئے- سرفراز صاحب سمجھ آگئی ہو گی کہ آپ کے پیش کردہ اعتراض میں لفظ علی اپنے مجازی معنی میں مستعمل ہے اور اس حدیث میں لفظ علی حقیقی معنی میں مستعمل ہے-